ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

بافضال خدائے ایزد منان درین زمان فرحت آوان ملتمع باب بے نظیر و معادلیکہ پسندیدۂ سخندان بلاغت نشان مسمیٰ

من تصانیف جدید

انشائے بہار بے خزان

مولوی غلام امام شہید

بحسب الخواہش شایقان ضعیف عباد اللہ الکریم قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب ساکن بمبئی

در مطبع محمدی واقع معمورۂ بمبئی بطبع آراستہ نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاکم حقیقی کے احسانونکا شکر کس زبان سے ادا اور کس قلم سے انشا کیجے
کہ جسنے آدمی کی زبان کو بات چیت سکھائی اور خط کتابت کی حکمت ایسی
بتائی کہ ہزارون منزل تک جی کا حال جسے جو چاہے لکھ بھیجے اور دوسرے کو
کچھ خبر نہو یہ بات بیشک اسی لکھنے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہی کہ پیام اپنا وطن
تک بے تکلف پہونچ جاتا ہے جہان اپنا گذر نہو اور اسکے محبوب پر درود و
سلام جسنے سر خط ہماری آزادی کا ہم تھے اور منشی قضا و قدر سے لکھا لیا
اور اگلا پچھلا علم سیکھ کر جتنا ضرور سمجھا موافق ہماری سمجھ کے ہمکو بھی
سمجھایا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بعد اسکے کہتا ہی فقیر غلام
امام شہید کہ جب کچہری صدر دیوانگی الہ آباد سے اکبر آباد آئی اور بندہ

بھی جناب فیاض زمان عالیشان کہ قدردانی اور غریب پروری انکی زمانہ مین
مشہور اور عالم اُنکے عدل و انصاف کا مشکور ہی یعنے جناب بنجمن سیلر صاحب
بہادر کی رفاقت مین آیا تہوڑے عرصہ کے بعد نواب عالیجاہ جنکی تعریف بیان سے
باہر اور قدردانی مین کوئی اُنکا مثل نہ ہمسر زمانہ مین انکی اوصاف کے دبدبے سے
شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتی ہے اور خلقت انکی اخلاق اور پرورش کے
سہارے سے دنیا مین جیتی ہے جہان مین سخاوت انکی عالمگیر اور عالم مین
وسیلہ انکا اکسیر ہی اگر اُنکے عمل مین کوئی فریب سے جھوٹ کو سچ کے ساتھ
ملائی تو انصاف انکا صاف دودہ کا دودہ پانی کا پانی الگ کر دکھائے روشنی
اُنکے اقبال کی چارون طرف ایسی پہیلی ہے کہ چاند کی چاندنی اُسکے سامنے
میلی ہی حاکم امیر حاتم بے نظیر نواب مستطاب جناب جنرل جیمس ٹامسن صاحب
لفٹننٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم پہنچا کہ ایک انشاء مختصر کہ لڑکے اُسکو
سمجہہ سکین اور اُس سے لکہنے پڑہنے کی تعلیم پاوین اُردو مین طیار ہو ہرچند کہ
فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہین کہ اگر کسی نظم خواہ نثر فارسی کی
فرمایش ہوتی تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر کے تھی لیکن بجا لانا حاکم کے
حکم کا واجب جانکر اور یہی اوراق لکھہ کر اُسکے چار باب مقرر کئے اور بہار
بیخزان اُسکا نام رکھا **پہلا باب** بعضے دستورات اور خطوط
کے قاعدون کے بیان مین اِسمین دو فصلین ہین **دوسرا باب**

خط کتابت کے دستورات مین اسمین تین فصلین ہین تیسرا باب رقعات مین اسمین چار فصلین ہین چوتھا باب دست آویزونکے حال مین اور ہر ایک کی مثال کہ جاننا اُسکا لڑکونکو ضرورہی خدا قبول فرماوے اور لڑکونکو اُس سے نفع پہنچاوے **پہلا باب نظم اور نثر کے بیانمین** اسمین دو فصلین ہین جاننا چاہئے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے نکلے اُسکو کلمہ کہتے ہین جیسے آنا جانا کہایا پیا زید عمرو اور جسمین دو کلمہ یا دو سے زیادہ ہون اُسکو کلام کہتے ہین جیسے زید نے دیکہا اور خالد نے کہانا کہایا پہر یہ کلام دو حال سے خالی نہین نظم ہوگا خواہ نثر اب ان دونونکا بیان دو فصلونمین لکہہ دیتا ہون

پہلی فصل

ہر چند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہین لیکن یہان سہل سہل باتین جو سمجہہ مین آئین اور جاننا اُسکا مبتدیونکو ضرورہی لکہی جاتی ہین **نظم** اُس کلام کو کہتے ہین جو وزن اور قافیہ رکہتا ہو اگر یہہ ایک ہی فقرہ کتنے وزن پر پایا جاوے تو اُسکو مصرع کہتے ہین جیسے **مصرعہ** دل ہے زیر زلف مین اسیر ہوا اور اگر دو مصرعہ ہون تو اُسکو شعر اور بیت اور فرد کہتے ہین جیسے **شعر** گلگیر نے کاٹ کر سر شمع ٭ پروانہ سے شب جلے کتنے کی اور نظم کی دس قسمین ہین غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد **غزل** لغت مین عورتونسے بات کرنی اور عورتونکی باتون

اور عورتون کے عشق کی باتونکو کہتے ہین اور شاعر غزل اُس نظم کو کہتے ہین جسمین
عشق اور محبت اور معشوق کے حسن اور جمال اور جدائی کی قلق اور رنج اور
وصل کی خوشی کا احوال ہو غزل مین پہلے شعر کے دونون مصرع کا قافیہ
برابر ہوتا ھی اور اُسکو مطلع اور دوسرے شعر کو زیب مطلع اور اخیر کے
شعر مین شاعر کا نام جسکو تخلص کہتے ہین ہوتا ھی اُسکو مقطع کہتے ہین
حال کے شاعر مقطع مین اپنا تخلص ضرور لاتے ہین اگلے شاعرونکو اسکی
کچھہ قید نتھی اور غزل مین شعر کا مضمون علیحدہ اور مختلف ہوتا ھے یعنی جائز
ھی کہ اگر مطلع مین وصل کا حال باندہین تو زیب مطلع مین جدائی کا ملال
بیان کرین عربی مین مرد کا عشق عورت کے ساتھہ اور فارسی مین مرد کا
عشق مرد کے ساتھہ اور ہندی مین عورت کا عشق مرد کے ساتھہ باندھتے
ہین اُردو زبان مین اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی ہے اور اصل تعریف غزل
کی یہی ھی کہ اُسمین مضمون عشق کا ہو اور اب لوگ شراب اور کباب اور
وعظ اور نصیحت اور معرفت کے مضمون بہی باندہا کرتے ہین اور نئی طرح ایک
اور بہی نکلی ھی کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق ٹھہرا کر کچھہ اپنا رشک کچھہ اور
چھیڑ چھاڑ کی باتین لکھتے ہین اُسسے عجیب غریب لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا ہے
محققین کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہین ہوتی اور گیارہ سے زیادہ نہین
پر اس زمانہ مین سترہ اور انیس اور اکیس بلکہ اس سے زیادہ کہتے ہین لیکن بعضے

اگلے شاعروں کے نزدیک غزل کی تعداد سے کم تین شعر اور انتہا پچیس
تک ھی **مثال** اسکی مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ۞ موم سمجھے تھے
تیرے دلکو سو پتھر نکلا ۞ داغ ہون رشک محبت سے کہ اتنا بیتاب
کسکی تسکین کے لئے گھر سے تو باہر نکلا ۞ جیتے جی آہ تیرے کوچہ سے کوئی پھر
جو ستمدیدہ رہا جائے سو مر کر نکلا ۞ اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل ۞
ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا ۞ ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف انی
پر ترا نامہ تو ایک شوق کا دفتر نکلا **قصیدہ** لغت مین گاڑھے کو کہتے
ہین اور شاعر اس نظم کو قصیدہ کہتے ہین جسمین ایک مطلع خواہ دو مطلع یا
اُس سے زیادہ ہون اور شعر اُسکے پندرہ سے کم نہون انتہا سترہ شعر تک بعضو کے
نزدیک تعداد اُسکی کم سے کم پچیس شعر اور انتہا ایک سو سترہ تک ھی اور
عرب کے شاعر پانسو شعر کا بھی قصیدہ لکھتے ہین اور بعضے فارسی کے شاعر
ایک سو بیس شعر قصیدہ کی حد مقرر کرتے ہین لیکن اب تو اردو اور فارسی کے
قصیدہ دو دو سو شعر ہوتے ہین اور قصیدہ مین کچھ اسکی قید نہین ہوتی کہ
صرف عشق اور محبت اور معشوق کے حسن اور جمال ہی کا اسمین بیان ہو بلکہ
قصیدے مین کبھی بہار اور گلزار کی تعریف ہوتی ھے تو اسکو بہاریہ اور معشوق
کی صفت اور جدائی کے حال مین ہو تو عشقیہ اور گردش زمانہ کی شکایت ہو تو
حالیہ اپنی تعریف مین ہو تو فخریہ کہتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آخر مین جو

حرف واقع ہوتا ہی اُسی حرف کے ساتہہ قصیدہ کو نسبت دیتے ہین اگر جیم ہو
تو جیمیہ اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمیہ کہتے ہین اور کبھی قصیدہ کا نام اسکے رتبہ
پر لحاظ کر کے رکہتے ہین چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ کا نام الہامیہ ہے جسکا
ہر ایک شعر صنعت خاص مین لکہا گیا اور دوسرا قصیدہ شمسیہ فارسی ہے جسکی ہر شعر
کی ردیف آفتاب ہی اور جس قصیدہ مین دو مطلع سے زیادہ ہون تو اُسکو
ذو المطالع کہتے ہین اور جب قصیدہ کی ابتدا مین کچہہ شعر بہار کے وصف یا
زمانہ کی شکایت خواہ عشق اور حُسن وغیرہ کے بیان مین لکہہ کر مطلب کی
طرف متوجہہ ہوتے ہین اور مدح یا ہجو جو منظور ہو لکہا چاہتے ہین تو اُسکو
گریز اور حُسن تخلص کہتے ہین گریز اِس وجہہ سے کہ جس بیان کو اصل مطلب کے
پہلے شروع کیا وہان سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حُسن تخلص بھی
اِسی سبب سے کہ جس بیان مین اصل مطلب سے پہنس گیا تہا وہان سے خوبصورتی
کے ساتہہ خلاصی حاصل کر کے مطلب پر آ پہنچا اور اِس ارادہ پر ایک اشارہ
معقول بھی کر دیا کرتے ہین اور ممدوح ایک ہی قصیدہ مین غایب فرض کر کے
مدح کرتے ہین پھر خطاب پر آ کے مخاطب کے طور پر تعریف کرتے ہین اور
اِس ارادہ پر بھی اشارہ کرنیکا معمول ہے اور آخر قصیدہ جو مدح مین لکہا جاتا
ہی دُعائے ممدوح سے خالی نہین ہوتا اُس مقام کو دُعائیہ کہتے ہین اور ایک
بات اور ہوتی ہے کہ دُعا شرط کے ساتہہ ادا کرتے ہین اسطرح کہ تیرا اقبال

رہے جب تک زمین اور آسمان رہے اسکو شرطیہ کہتے ہین اور بعضے صرف دعائیہ

مثال اس قصیدہ کی جو تشبیب کے ساتھہ ہی انتخاب کیطور پر

ید قدرت لقب ہی میری کلک گوہر افشان کا * بیاض صبح ایک سادہ ورق ہے میری دیوان کا * سحاب ملک جان ہون گر مین برسون گشت گردون پر * روان ہوجوے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا * دلونمین شاعرونکے گوہر معنی نہ پیدا ہو * نہ ٹپکے گر صدف مین اُنکے قطرہ میری نیسان کا * نیابت اپنی بخشی مبدء فیاض نے مجھکو * زمین تا آسمان ممنون ہی میری بذل احسان کا * میرے زیر قدم ہی تخت شاہی جس ولایت مین * وہان کے دام ودد کو عار ہے منصب سلیمان کا * رہا مین دہر مین اندیشہ اسباب سے ایمن * گہر کو کیا خطر ہی طمطمہ گرداب عمان کا * میری خاک قدم سے تاج خسرو استعانت لی * میری نعلین کو دی نعل بندی تاج سلطان کا * جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ میرا ہی * مجھے ہی مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا * فنا فی المرتضیٰ کے رمز سے جسکو ہوا آگاہی * مقام اُس شخص پر ہی کشف میری عزت و شان کا * عروس دین کو میری عقد سے سو سو تفاخر ہی * شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہ مردان کا * میرا سینہ ہے بیشہ بود و باش شیر یزدان کا * فضا لامکان سے قرب ہی میرے نیستان کا * جو پوچھا مین نے اسکا مرتبہ پیر طریقت سے * تو بتایا کان مین مجھکو علی ہی نام یزدان کا * ہتو نکے

اسکا براہیم ہمسر تھا ؛ اگر ہوتا نہ زیر پا کنف شاہ رسولان کا ؛ توارد
یہہ معنے جب لکھا شعر اسکی مدحت مین ؛ میرے مضمون سے مضمون
لڑ گیا ہی نظر قرآن کا ؛ بہت دشوار تھا دیوار کیونکر پھاندتی امت ؛
اگر وہ در نہوتا مصطفی کے شہر عرفان کا ؛ شرف حاصل ہوا ہی کعبہ کو
اسکی ولادت سے ؛ پرستش گاہ محشر تک رہیگا ہر مسلمان کا ؛ حقیقت جز
کل کی آپ پر یا شاہ روشن ہی ؛ کہون کیا حال اپنی حسرت و درد فراوان
کا ؛ نہ ایک لحظہ مئے گلرنگ پی کر مین نے مستی کی ؛ نہ ایک لمحہ رہا نظارگی
مین روئے خندان کا ؛ ولیکن مجھکو لطف عام سے امید واثق ہی ؛ کرو گے
جبر دم مین تم میرے صد سالہ نقصان کا ؛ تصور آپ کی صورت کا وقت نزع
مجھکو ہو ؛ میرا ماتم سرا مشرق بنے مہر درخشان کا ؛ شہید مصطفی کا لاڈلا
حیدر کا پیارا ہون ؛ مجھے کیا خوف ہی بردہ ہون مین شاہ شہیدان کا ؛

تشبیب لغت مین جوانی کے دنونکا مذکور اور عشق کا حال بیان کرنیکو
کہتے ہین اور شاعرونکے نزدیک تشبیب اسکا نام ہی جو قصیدہ مین چند
اشعار تمہید کیطور مدح یا ہجو سے پہلے لکھے جاتے ہین اور شاید پہلے کی عادت ہو
کہ ان شعرون مین مضمون عشقیہ ہی لکھتے ہون لیکن اب اسکی قید باقی نہین
رہی بہار خواہ حسن یا عشق اور جسطرح کے شعر جس بیان مین ہون اسکو تشبیب کہتے
ہین یہان سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت مین قصیدہ سے متعلق ہی گویا

اسکا دیباچہ اور خبر قصیدہ ہی اسصورت مین قسم علیحدہ نہ ٹھہری بلکہ قصیدہ کے شمار مین ہی لیکن مجمع الصنایع اور اکثر کتابونمین اسکو قصیدہ سے علیحدہ لکھا ہی مثال اسکی قصیدہ کی مثال مین آچکی ہین **فایدہ** جو قصیدہ تشبیب کے ساتھہ نہو اور اُسمین پہلے ہی سے مدح خواہ ہجو شروع کر دین اسکو مجرد اور جسمین تخلص یعنے گریز نہو اسکو مقتضب کہتے ہین جیسا کہ اس قصیدہ مین ہی اور خود شاعر اشارہ اس بات کا کرتا ہی **قصیدہ مجرد کی مثال انتخاب** کیطور پر طلوع روشنی جبینی نشان ہو مہ کی آمد کا ۞ ظہور حقکی حجت ہی جہان مین نور احمد کا ۞ دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تہا ۞ نتہا نام و نشان جس روز اس لوح زبرجد کا ۞ چمن پیرائے کن فراش اسکی بزم رنگین ہین ۞ بہار آفرینش ایک بوٹا اسکی مسند کا ۞ عجم مین زلزلہ نوشیروان کی قصر پر آیا ۞ عرب مین شور اٹھا جسدم اسکی آمد کا شرف حاصل ہوا آدم کو اور ابراہیم کو اُسے ۞ نہ تنہا فخر عالم فخر تہا اپنے اب وجد کا ۞ شب و روز اسکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تہا ۞ عجب کیا یاد تہا روح الامین کو بھی خوشامد کا ۞ وہ اس عالم مین رونق بخش تہا حورونکی تسکین کو گیا جنت مین طوبا بنکے سایہ اُس سہی قد کا ۞ شب معراج چڑھ کر عرش پر دم مین اُتر آیا ۞ بیان اُس قلزم معنی کی کیا ہو جذر اور مد کا ۞ گذر وحدت سے کثرت مین نہوتا ذات مطلق کو ۞ نہ بنتا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا ۞ اُدہر اللہ سے واصل اِدہر

مخلوق کا شامل ٭ خواص اُس برزخ کبری مین تھا حرف مُشدد کا ٭ خُدا
بن مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ھی بندونکو ٭ تیرا دست دُعا ضامن ہے جیسے کل کے
مقصد کا ٭ پہنچینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارونکے ہوا عالم مین شہرہ میرے
اشعار مجدد کا ٭ ہوئی ہمت عالی میری معراج کی طالب ٭ میسر ہو طواف
ای کاش مجھکو تیری مرقد کا ٭ کبھی نزدیک جاکر آستانہ پر ملون آنکھین ٭
کبھی مین دور بیٹھون اور کرون نظارہ گنبد کا ٭ مدینہ کی زمین سے گر نہ لائق ہو
میرا لاشہ ٭ کسی صحرا مین وہانکی مین خورش ہون دام اور دد کا ٭ تمنا ھی
درختونپر تیرے روضہ کے جا بیٹھے ٭ قفس جسوقت ٹوٹے طایر روح مُقید کا
خُدا منھہ چوم لیتا ھی شہیدی کس محبت سے ٭ زبانپر میری جسدم نام آتا ہے
محمدؐ کا ٭ **قطعہ** لغت مین کسی چیز کے ٹکڑیکو کہتے اور شاعرونمین قطعہ
اُن شعرونکا نام ہی کہ مثل غزل اور قصیدہ کے ایک ہی وزن اور قافیہ
پر ہو لیکن مطلع نہو کسواسطے کہ اگر مطلع ہوگا تو مُوافق حد معین کے اُسکو
غزل کہینگے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہی زیادہ کے
واسطے کچھہ حد مقرر نہین ھی اُسکے مضمون مین ایک شعر کا علاقہ دوسرے
شعر سے ہوتا ہی اسصورت مین قطعہ علیحدہ بھی ہوتا ہے اور غزل
اور قصیدہ مین اگر دو یا تین شعر خواہ اُسسے زیادہ ایک دوسرے سے
مُتعلق ہون تو اُسکو بھی قطعہ کہینگے **مثال اُسکی** قسمت کیا ہر ایک کو

قسام ازل نے جو شخص کہ حسن خیز کے قابل نظر آیا ✿ بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ✿ غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا **ایضاً** جیسا ہی روٹھ کے بیٹھا تہا وہ مجھہ سے خاموش ✿ مجھکو تو جانو کہ مین نے تو جہان دیکہا ہی ✿ مین بھی منہہ پھیر کے اسطرف سے یون کہنے لگا ہائے آج ایسا ہی محبوب جوان دیکہا ہی ✿ جسکے دیکھے نہ کچھہ ہوش ہی باقی نہو سس کیا کہین تم سے کہ ایک آفت جان دیکھا ہے ✿ جو ہین نکلا یہہ زبان سے میری بس وہ نہین وہ شوخ ✿ یک بیک بول اٹھا واہ کہان دیکھا ہی مجھکو تو چہیڑ ہی منظور تہی آئینہ اٹھا ✿ ہنسکے کہنے لگا لے دیکھ یہان دیکہا ہی **رباعی** چار مصرعونکا نام ہی کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اس وزن پر ہونا ضرور نہین اور اسکو چوتھے مصرعے اور دوبیتی بہی کہتے ہین استادون سے دریافت ہوا ہی کہ کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہی کہ اُسنے ساری رباعی مین جان پڑجاتی ہی اور اگر وہ مصرعہ دلچسپ نہو تو اُسکا حال بے نمک کھانے کا سا ہی اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقرر ہین جایز ہے کہ ان اوزان مین سے ایک ہی وزن پر چارو مصرع ہون یا ہر مصرعہ ان اوزان مین سے ایک ایک وزن پر ہون لیکن اگر اس وزن خاص پر نہوگا تو اُسکو عروض والے رباعی نہ کہین گے اگرچہ عوام ناواقفیت سے اُسکو رباعی کہتے مین

مثال اُسکی جب پاس وفا اُسسے ہمارا نرہا ٭ ہمکو بھی خیال دوستی کا نرہا ٭ قربان مین کس ادا سے تہا ہی تمہین ٭ اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نرہا ٭ **ایضاً** کیا ظلم ہی ای نالۂ بی باک کیا ٭ اُس شعلہ مزاج کو غضبناک کیا ٭ افسوس وہ لعل لب نہین گرم سخن ٭ اس آتش خاموش نے جی خاک کیا **ایضاً** کیا خوار و زبون کیا وفا نے مجھکو ٭ کونے مین تہا دیا حیا نے مجھکو ٭ نظرونسے بتونکی گر پڑا تہا مومن ٭ صد شکر اُٹھا لیا خدا نے مجھکو **فرد** دو مصرع ایک شعر کو کہتے ہین خواہ دونو مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہان سے علوم ہوا کہ فرد کیواسطے یہہ بات ضرور نہین ہی کہ جب شاعر ایک ہی شعر کہے تب اُسکو فرد کہین بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بہی اگر ایک شعر لکہا یا پڑہا جانے تو وہ بہی فرد ہے اور اُسکو بیت بہی کہتے ہین لیکن بعضونکے نزدیک فرد اُسی شعر کو کہنا چاہیئے جو تنہا ایک ہی شعر ہو اور بیت اُسکو کہتے ہین جو قطعہ اور غزل و قصیدہ کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص ہے اور بیت عام **مثال اُسکی** ڈسا ہو کالے نے جسکو ظالم تو وہ فسونکی اثر سے کھیلے ٭ و ہان و کاکل کا تیرے مارا منہہ سے بولے نہ سر سے کھیلے **ایضاً** ہجر کی شب تہا سیہ خانہ میرا یا جب چاندنی اُتری ٭ مارے خوف کے دیوار سے **مثنوی** اُس نظم کو کہتے ہین کہ جسکے اشعار کی تعداد کی کوئی حد مقرر نہین ہی اُن اوزان مین سے جو مثنوی

کے لئے مقرر ہین ایک وزن پر خاص لکھے جائین اور دو دو مصرعہ کا قافیہ
متفق یعنے ہر شعر کا قافیہ علیحدا اور مختلف ہو جیسے اردو مین مثنوی میر
حسن اور میر تقی کی اور بہت مثنویان مشہور ہین اور فارسی مین بوستان
اور سکندر نامہ اور یوسف زلیخا اور نلدمن وغیرہ **مثال اسکی** یہہ بھی مرجع
اسکے سایہ نتھا * کہ رنگ دئی وہان تک آیا نتھا * نہونیکا سایہ کے تھا
یہہ سبب * ہوا صرف پوشش مین کعبے کی سب * جہان تک کہ تھے
یہان کے اہل نظر * سمجھہ مایہ نور کحل البصر * سبھون نے لیا پتلیون پر اٹھا
زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا **ترجیع بند** لغت مین پھیرنیکو کہتے ہین
اور شاعرونمین اس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع کے ایک
وزن اور قوافی کے لکھکر ایک خانہ قرار دین اسکے بعد ایک مطلع دوسرے
قافیہ پر کہ معنی مین ان اشعار سے کچھہ علاقہ رکھتا ہو داخل کرکے بند کے
طور پر گرہ دین تب دوسرا خانہ اسطرح دوسری غزل کے طور پر دوسرے
قوافی مین لکھکر اور مطلع کے ساتھہ تضمین کرین اسیطرح خانہ بنجاوے جسقدر
چاہین بند لکھتے جائین پہر اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے
ہین ایک ہی ہر بند مین مکرر آتا جائے تو اسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر
بند کا مطلع مختلف ہو تو اسکو ترکیب بند بولتے ہین اور یہہ مطلع ترکیب بند
کا جائز ہے کہ ہر مطلع کا قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیہ پر ہون اور یہہ جو بعضون نے

لکھا ہی کہ اگر قوافی ہر مطلع کے علیحدہ ہوں تو جمع کرنے سے مثنوی
ہو جاہین اور موافق ہوون تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائین اسمین گفتگو
ھی کسواسطے کہ وے سب مطلع بند کے اگر قوافی مین مختلف ہون اسوقت
البتہ مثنوی ہو سکتے ہین جب اصل وزن ترجیع بند کا اوزان معینہ مثنوی
مین سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہہ قید کسی کتاب مین دیکھی نہین
گئی کہ ترجیع بند اوزان مخصوصہ مثنوی مین سے ایک وزن خاص پر ہو تا
جاتے اور دوسرا امر کہ سب مطلع متحد القوافی ملکر ایک خانہ ہوجائین کبھی
ممکن ھی نہین ہے کسواسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر
خانہ کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہین اور ظاہر ھی کہ غزل مین صرف مطلع
کے دو مصرع ایک قافیہ پر ہوتے ہین باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اُسی
قافیہ پر آتا ہے اسصورت مین وے سب مطلع جو ایک قافیہ پر ہونگے
جمع کرنے سے سب کے سب ایک قافیہ پر مطلع ہونگے غزل کی صورت نہین پیدا
کر سکتی اور جب غزل نہین ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب ملکر کیونکر
بن جائین **مثال ترجیع بند کی** تو چھوڑ مجھے چلا گیا دل ٭ ھی
اُس سے زیادہ بیوفا دل ٭ دلدار کے کھینچنے پڑے ناز ٭ افسوس کہ میرے
پاس تھا دل ٭ یہہ دشمن جان تمھین مبارک ٭ یعنی نہین میرے کام کا دل
کیون دعوی دلربائی اتنا ٭ مایل ہو مرا آپ ہی ہوا دل ٭ دیتا ہون تم ایسے

فتنہ گر پر ؛ انصاف سے دیکھنا میرا دل ؛ اس چشم نے کر دیا خراب آہ
تہا ورنہ بہت ہی پارسا دل کیسی میری جان پر بن آئی ؛ اللہ بگڑ گیا ھی کیا
دل ؛ گہونٹے ھی گلے کو کوئی ہمدم ؛ کیا بات کرون کہ ھی خفا دل ؛ ائی
محرم راز کیا کہون مین ؛ کس آفت جان سے لگا دل ؛ ائی ہونس غمگسار ہمدم
کیا پوچہے ھی کیونکہ بگیا دل ؛ آن شوخ چنان ربود از من ؛ گو یا کہ دلم نبود
از من ؛ پردے مین ھی رشک ماہ میرا ؛ کیونکر نہودن سیاہ میرا ؛ کیا
مرنے کے بعد پاؤن پہیلائے ؛ ھی مقبرہ خواب گاہ میرا ؛ بس آپ مین
آؤ تم کہ شاید ؛ ہو دلمین گذار گاہ میرا ؛ اس سد سکندری کو توڑو ؛
آئینہ ھی سنگ راہ میرا ؛ مین کشتہ شہید بے دیت ہون ؛ ھی شوق ستم
گواہ میرا ؛ دیکہا تو نے کہ رنگ بدلا ؛ ائی شوخ فسون نگاہ میرا ؛ ائے
دوستو ہاتہہ سے چلا مین ؛ قابو مین نہین دل آہ میرا ؛ مرنا نہین اختیار کی
بات ؛ خود جرم سے ہے عذرخواہ میرا ؛ ائی چارہ گر اب تو پہینک تدبیر ؛
ھی حال بہت تباہ میرا ؛ ناصح انصاف تو ہی کر یار ؛ دل دینے مین کیا گناہ
میرا ؛ آن شوخ چنان ربود از من ؛ گو یا کہ دلم نبود از من ؛ اور فارسی
مین ترجیع بند حضرت شاہ علاؤ الدین ماہرج کا جسکے ہر بند کا یہہ
مطلع کہ بچشمان دل مبین جز دوست ؛ ہرچہ بینی بدان مظہر
اوست ؛ مکرر آیا ھی مشہور اور معروف اور ایسا مقبول ہے کہ کوئی

لڑکا اُسکے پڑھنے سے محروم رہا ہو کا **مثال ترکیب بندکی** دلگی

طرح سے یہہ بھی چلی جان کو کیا ہوا ؛ دم مین نہین ہے دم میری جانان
کو کیا ہوا ؛ سر پیٹتا ہی شانہ پڑا دونو ہاتہہ سے کیا جانے اسکی زلف پریشان کو
کیا ہوا ؛ پیتی ہی اپنا خون دلِ افسوس لب حنا ؛ اُس دست رشک پنجہ مرجان کو کیا ہوا
شبنم کو پھر ہی جانب خورشید التفات ؛ شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
دلمین شکن ہی زلف مسلسل کدہر گئے ؛ برہم ہی حال کاکل پیچان کو کیا ہوا
لذت فزا نہین الم اُس لب کو کیا بنی ؛ کچھہ زخم بے مزہ ہی نمکدان کو کیا ہوا
بوئے قبائے یوسف گل ہی نسیم مین ؛ اُسکی شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا
گردش پر اپنی ناز ہے پھر روزگار کو ؛ اس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا
دعوی ہی شوخیون کا غزالان دشت کو ؛ اس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا
کتان ہی سینہ چاک رخ ماہ دیکھہ کر ؛ اُس روئے غیرت مہ تابان کو کیا ہوا
عیب حجاب شمع رخان جہان گیا ؛ وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا
یہہ گلستان سرائے تماشا نہین رہا ؛ وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین ؛ وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی ؛ جس سے کہ زندگی کا مزا تہا نہین رہا
اَی چرخ چاہئے سے رہی مہر و ماہ کو ؛ کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
اپنی خرابیونکو کہان جا کے روئیے ؛ وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا

دل مین جگہہ نہونے کا کسکے گلہ کرین ؛ وہ قدردان شکوہ بیجا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہمکنار ؛ وہ خوش گلو سے سینہ مصفا نہین رہا
کسنے نباہئے کہ سواے وفات کے ؛ دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا
اب کسکو دیکھئے کہ کسیکو نہ دیکھئے ؛ وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
اُس عین نور حسن کو کیونکر نہ روئیے ؛ آنکھون مین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا
ہردم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی ؛ یہہ آب و تاب حسن اُسی مہ کے دم سے تھی

مسمط تسمیط لغت مین موتی پرونے کو اور مسمط پروئے ہوئے موتیونکو یعنے موتیونکی لڑی کو کہتے ہین اور شاعرونمین مسمط اُس نظم کا نام ہی کہ پہلے ایک بند کئی مصرع کا ایک وزن اور قافیہ پر لکھا جاے پھر دوسرے بند کا آخری مصرع اُسے قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہون اسیطرح تیسرا اور چوتھا بند اور جسقدر چاہین لکھین اور یہہ بند تین مصرع سے کم اور دس سے زیادہ نہین ہوتا ہے پس اگر تین ہی مصرع کا بند ہو تو اسکو مثلث اور چار مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھہ کو مسدس اور سات کو مسبع اور آٹھہ کو مثمن اور نو کو متسع اور دس کو معشر کہتے ہین ؛ اُردو مین مربع اور مخمس کی رواج زیادہ ہے باقی کم یہان سمجھنے کیواسطے ہر ایک قسم کے دو دو بند علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہین **مثلث کی مثال**

یہہ زمانہ بھی عجب طبع رکھا ہے شعلہ پرست ؛ ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب ؛

قندست ؛ قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم ؛ بوم ہی نغمہ سرا لبلبل ؛ مسکین نالان ؛ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ؛ طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم ؛ یہہ مثال اُس تضمین کی ہے کہ غزل کو ایک مصرع بڑہا کے مثلث کیا ہی اور کبھی بدون تضمین کے بھی ہوتا ہے مثال اُسکی برقع جو اپنے مُنہہ سے صنم نے اُٹھا دیا ؛ سبکو خدا کے نور کا جلوہ دکہا دیا ؛ سجدہ کو مہر و ماہ نے بھی سر جہکا دیا ؛ یوسف کا حُسن قصہ پارینہ ہو گیا ؛ دل اُسکے عکس نور سے آئینہ ہو گیا ؛ قامت نے اُسکے فتنہ محشر جگا دیا مربع کی مثال اُسکو مجرا ہی جو کہتا زار آگے جو رضا ؛ عشق مین دلبر کے ہون بیمار آگے جو رضا ؛ یار سے کہتا تھا یہہ ہر بار آگے جو رضا ؛ آبرو رکہیو میری اَی یار آگے جو رضا ؛ اسقدر اپنی لگادی اب تو میرے دلکو چاہ ؛ جو نظر آوے تو ہی ماہی لیکر تا باہ ؛ جسطرف کو آن کر چمکی تیری برق نگاہ ؛ سر جہکاؤن وہان مین سو سو بار آگے جو رضا مخمس کی مثال کوئی جاوے جو اُدہر شام و بگاہے گا ؛ تو کہے اُسنے یہہ نالہ و آہے گا ہے چاہئے رحم سر حال تباہے گا ہے ؛ اِسطرف بھی تمہین لازم ہی نگاہے گا ہے ؛ دمبدم لحظہ بلحظہ نہین گاہے گا ہے دلپہ سوزش ہی سدا لب پہ ہی ہر دم دم سرد ؛ اشک سرخ انکہونمین ہے رنگ ہی رخسار کا زرد ؛ ہمدمو پوچہو نہ تم حال دل غم پرورد ؛ ہی بلا کبر فت

اندوہ ہجوم غم و درد ٭ دلکو فرصت نہین اتنی کہ گرائے گا ہے ٭ اور ٭
مخمس مین کبھی پانچوان مصرع ترجیع بند کے طور پر ہر بند مین مکرر ہی
لاتے ہین **مثال اسکی** جب سے اے راحت جان تجھہ سے جدا
رہتا ہون ٭ کیا کہون سخت مصیبت مین پہسا رہتا ہون ٭ مضطر و
ششدر و حیران و حفا رہتا ہون ٭ کسی چرچے مین تو مشغول ہین کیا رہتا
ہون ٭ منہہ لپیٹے ہوے دن رات پڑا رہتا ہون ٭ نہ تو دل مین ہے وہ
طاقت کہ کرون جوش و خروش ٭ اور نہ کچھہ بات ہی کرنے کا رہا ہے
مجھے ہوش ٭ قبر مین جیسے کہ ہووے کوئی مردہ روپوش ٭ اسطرح خانۂ تاریک
مین تنہا خاموش ٭ منہہ لپیٹے ہوے دن رات پڑا رہتا ہون ٭ اور کبھی غزل
مین تین مصرع ہر شعر کے ساتھہ ملا کر مخمس بناتے ہین اور یہہ بہت مروج
ہے **مثال اسکی** ہے دادخواہ تجھسے وفا اور وفا سے ہم ٭ راضی ہے
تیری خو سے جفا اور جفا سے ہم ٭ کیا لگ چلی ہے تجھسے ہوا اور ہوا سے
ہم ٭ نکہت کو تجھسے لی ہے صبا اور صبا سے ہم ٭ لی عطر تیرے تن سے
قبا اور قبا سے ہم ٭ رہتے ہین روز رات کو روتے سحر تلک ٭ ہچکی سی
ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک ٭ پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک ٭ پہنچی
نہ ایک بار اجابت کے در تلک ٭ تنگ آئی ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم
مثال مسدس کی ہے دام بلا طرۂ دلدار کسیکا ٭ نادیدہ ہوا دل

یہہ گرفتار کریگا؛ یہان ہجر سے جینا ہوا دشوار کریگا؛ وہان بات بہی کرنیکو
نہین یار کریگا؛ یہان دیدہ تو ہی طالب دیدار کریگا؛ وہان بند ہوا روزن
دیوار کریگا؛ یہان لب پہ مرے آٹہہ پہر جان حزین ہے؛ جو دم کہ گذرتا ہی
دم باز پسین ہی؛ وہان اُس بُت عیار کو پروا ہی نہین ہے؛ غافل میرے
احوال سے وُہ پردہ نشین ہی؛ کہتے ہین جو کچھہ لوگ جواب اُسکا نہین
ہی؛ کہتا نہین سنتا ہی وُہ زنہار کریگا؛ یہہ مثال اس مسدس کی جو مسمط
کی اقسام مین داخل ہی البتہ ٹھیک ہی نہ وہ مسدس کہ اردو کے بعضے
قاعدہ نویسون نے لکہا ہی یعنے ہر بند مین دو شعر کے چار مصرع ایک
قافیہ پر اور تیسرے شعر کے دو مصرع قافیہ جُدا گانہ پر اس مثال کے ہر بند
مین مکرر موجود ہین اسطرح؛ جائے عبرت ہی میرا حال پریشان یارو؛ آس
توڑے ہی یہہ مایوسی و حرمان یارو؛ دل لگا کر ہوا مین سخت پریشان یارو
ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو؛ جی کے جی مین ہی رہی بات نہونے
پائی؛ ایک بہی اُستے مُلاقات نہونے پائی؛ اور بعضون نے یہہ مثال
لکہی ہے؛ کیا کہون کچھہ نپوچھہ ہاے رات کا حال ہمنفس؛ بعد زمانہ
وصل پہ ہمکو ہوا جو دسترس؛ کچھہ نہ برآئی آرزو رہ گئی دلمین سب ہوس
یعنے وفور عشرت و جوش نشاط تہا کہ بس؛ صُبح دمید شب گذشت
ماہ شبینہ خانہ رفت؛ روے سحر سیہ کنید یار بہانہ رفت؛ بعد چار

مصرع کے جسطرح اُردو کا شعر مثال سابق مین مکرر آتا گیا ہے اس مثال
مین یہہ فارسی کا شعر ہر بند مین مکرر ہے اور لطف یہہ ھی کہ آپ ہی مسمّط
کی تعریف مین یون لکہتے ہین جاتے کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ مین متفق ہون
اور بعد اُسکے اسی قدر اُسیطرح کے ہون کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق اُن چند
مصرع کے یعنے پہلے بند کے ہو اور آپ ہی مثال اسکی ایسی لکہتے ہین کہ یہہ تعریف
اُسپر صادق نہین آتی کسواسطے کہ اُن دونون مثالون سے ظاہر ھی کہ کسی
بند کے مصرع اخیر کا قافیہ بند اوّل کے قافیہ پر نہین ہے بلکہ ہر بند مین
تیسرا شعر مکرر آتا گیا ہے پھر وُہ مثال مسمّط کی کسطرح ہوسکتی ھی یہان سے
معلوم ہوا کہ جو مسدس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہوگا وہ مسمّط
کی اقسام ھی اور جسمین کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند مین شعر جُداگانہ قوافی
مختلف پر آیا کرے وُہ مثل ترجیع بند یا ترکیب بند کے ھی گو تعداد اسکے
شعرون کی ترجیع بند کی تعداد سے کہ حد اسکی برابر ایک غزل کے مقرر
ھی کم ہو نہین تو مسمّط اور ترجیع بند اور ترکیب بند مین کچہہ فرق باقی نہین
رہتا مسبّع کی مثال افسوس اس چمن مین وُہ سرو روان نہین
لطف بہار تازگی گلستان نہین ؛ ایسا کوئی چمن نہین جسمین خزان
نہین ؛ گل خندہ زن نہین کہ وُہ آرام جان نہین ؛ سنبل مین بوی
کاکل عنبر فشان نہین ؛ بُلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہین ؛ وُہ

چہچہہ نہین ہے وہ شور و فغان نہین ؞ سر پر اُڑاتی خاک ہی باد سحر
کہین ؞ شبنم سے اشک گرم ہے چشم تر کہین ؞ پتھر پہ باغبان پٹکتا ہی سر
کہین ؞ بلبل کا آشیان ہی کہین بال و پر کہین ؞ لالہ سے آشکار ہی داغ جگر
کہین ؞ خالی نہین ہے درد مصیبت سے گھر کہین ؞ دلمین جگر مین آنکھہ مین سر
مین کہان نہین ؞ **دشمن کی مثال** قلق اُس مہ کی جُدائی کا ستاتا ہے
مجھے ؞ مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہے مجھے ؞ ڈوبتا ضعف سے مشکل
نظر آتا ہے مجھے ؞ موج کے ساتھہ ہی دریا تو بہاتا ہے مجھے ؞ قیس مجنون
جو کبھی آپ مین پاتا ہے مجھے ؞ ناتوان جان کے سایہ سے ڈراتا ہی مجھے ؞ ہی
تجھے زلف دوتا کی قسم اَی باد صبا ؞ اگر اُس شوخ کے کوچہ مین گذر ہو تیرا
کہیو پیغام یہہ اُس ماہ لقا سے میرا ؞ کہ بُرا حال ہے ظالم تیرے سودائی کا
ہوگیا آج غم ہجر سے لاغر اتنا ؞ کہ میرے سایہ کا ہوتا ہی مجھے پر دہوکا ؞
جسطرح لیکے پرکاہ کو اُڑتی ہے صبا ؞ رنگ چہرہ کا اُڑا سے لئے جاتا ہی مجھے
مسجع کی مثال ہوگیا زلف گرہ گیر کا سودا ہمکو ؞ طوق و زنجیر سے
اب اُس سے ہے زیبا ہم لوگو ؞ بیٹھنے دیتے نہین آبلۂ پا ہمکو ؞ پاؤن پڑپڑ کے
لئے جاتی ہین صحرا ہمکو ؞ کبھی ہنستے ہین کہ اُس گل نے رُلایا ہم کو ؞
کبھی اُس ہنسنے پہ آجاتا ہی رونا ہمکو ؞ اور وحشت نے دکھایا ہے تماشا ہمکو
آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو ؞ آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو ؞

سنبل ترکی قسم زلف چلیپا کی قسم ؛ شور محشر کی قسم قامت رعنا کی قسم
گلِ خندان کی قسم عارضِ زیبا کی قسم ؛ دلِ نالان کی قسم بلبل شیدا کی
قسم چشم جادو کی قسم نرگس شہلا کی قسم ؛ دُرِ دندان کی قسم عقدِ ثریا
کی قسم ؛ غمِ مجنون کی قسم عشوۂ لیلی کی قسم ؛ حُسن یوسف کی قسم عشق
زلیخا کی قسم ؛ کہ سوائے تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہمکو ؛ اور اُن سب قسمون مین ہو سکتا
ھی کہ جسمین چاہین دو دو مصرع غزل کی تضمین کرین چنانچہ اس شعر
مین میری غزل کے دو دو مصرعہ اور آٹھہ آٹھہ مصرع اور ہین معشر
کی مثال نہ اُسے پاسِ آشنائی ھی ؛ نہ ہمین طاقتِ جُدائی ہے ؛
مرگ نے دیر یون لگائی ہے ؛ عمر جینے سے تنگ آئی ھی ؛ بات قسمت نے
یہہ بڑہائی ہے ؛ اپنی طالع کی نارسائی ھی ؛ ورنہ مرنے مین کیا برائی ہے
زندگی سخت بیحیائی ہے ؛ کوفت سے لب پہ جان آئی ھے ؛ ہمنے کیا چوٹ
دل پہ کھائی ہے ؛ اُسکے جور و جفا سہے پیہم ؛ نہوا شوق اپنے دل سے
کم ؛ بوسۂ لعل لب وائے ستم ؛ نہو کامیاب مرتے دم ؛ اُس دہن نے
دکھائی راہِ عدم ؛ آب حیوان تہا اپنے حق مین سم ؛ کیا کہون دوستو حکایت
غم ؛ اُسکے کوچہ مین مثل نقش قدم ؛ ہوگئے خاک سی برابر ہم ؛ ولہن وہی
نازخود نمائی ہم ؛ **مستزاد** ایک فقرہ نثر کا چھوٹا سا بعد ایک
مصرعہ یا ایک بیت کے بڑہا یا جاتا ہے اور شاعرونکے نزدیک لطف اور خوبی

مستزاد کی یہی ہی کہ ہر فقرہ نثر کا جس مصرعہ یا شعر کے بعد آئے
اور معنی مین ربط بھی رکہتا ہو لیکن زاید بھی ایسا ہو کہ مصرعہ اور بیت
اسکا محتاج نہو یعنے اگر وہ فقرہ نہو تو مصرعہ اور بیت اپنی معنی مین
تمام ہو جاے مگر حال مین کچھہ اُسکی قید باقی نہین رہی ہی اور مستزاد
مین کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہے کبھی اور مضمون بھی باندہتے
ہین چنانچہ مثالونسے معلوم ہوگا **مثال اُس فقرہ مستزاد کی**
جو ایک شعر کے بعد آتا ہے جس باغ مین وہ سرو گل
اندام نہین ہے ؛ جس بزم مین وہ شمع دل آرام نہین ہے ؛ ویرانہ
ہی گویا ؛ پروا نہین گر آتش جانسوز جلاوے ؛ عاشق کو تو جلنے کے سوا
کام نہین ہے ؛ پروانہ ہی گویا **مثال اس فقرہ کی جو ہر**
مصرعہ کے بعد آتا ہے یعنے جو بلا مین لگے ہم اُسکی
چٹا چٹ ؛ تو بول اُٹھے جھٹ ؛ چل جا بے رے وا او زبر رو ہو پرے ہٹ
ہی سب یہہ بناوٹ ؛ اِن آنکھون کو مین حلقۂ زنجیر کرونگا ؛ ایسا ہی
بلا ہون ؛ چھوڑون نہ کبھی آپ کے دروازے کی چوکھٹ ؛ جب تک نہ کھلینے
پٹ ؛ **واسوخت** بیزاری کو کہتے ہین اور شاعرونمین اس نظم کا
نام ہے جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون
اور دوسری معشوق سے دل لگائی کی چھیڑ کہ اُسکو جلانی کہتے ہین انہین اور

حقیقت مین واسوخت اقسام شعر مین سے کوئی قسم علحدہ نہین ہے
بلکہ اکثر مسدس خواہ مثمن یعنے چھہ مصرعہ خواہ آٹھہ مصرع کا ترجیع بند یا
ترکیب بند کے طور پر دیکھنے مین آیا ہی اسی واسطے استادون نے اسکی قسم
جداگانہ نہین مقرر کی ہی لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اسکا نام واسوخت
رکھا ہے تو لکھنا اسکا ضرور ہوا

مثال واسوخت

تھی آشنا کچھہ نہ غمزہ سے ذرا تھی واللہ ۞ دلبری کی نہ کچھہ انداز سے تہا تو آگاہ ۞ تہا نہ یہہ
ناز و کرشمہ نہ یہہ شوخی کی نگاہ ۞ مین تو حیران ہون تجھے دیکھ کے سبحان
اللہ ۞ ہو گیا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب ۞ اپنی اس خوبی پہ مغرور
ہوا تو کیا خوب ۞ جامہ زیبی سے کہان زیب بدن تہا یہہ لباس ۞ آتی
خمل سے بدن مین تھی یہہ کب گل کی باس ۞ گفتگو غیر محل تھی تیری جتنون
تھی ادا اس ۞ پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس ۞ اب جو کچھہ اور بنا
تو تو ہمین سمجھا غیر ۞ گر یہی بات ہے تیرے جی مین سمائی ہی تو خیر

مرثیہ

دستور قدیم ہی کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر اور رئیس کی
وفات کا واقعہ اور حزن و ملال کا حال اسمین لکھتے ہین اور یہہ وضع صرف
اہل فارس کی نہین ہے بلکہ عرب مین بھی یہہ دستور قدیم سے جاری ہی اور مرثیہ
کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی مستزاد اور مسدس کی شکل پر
ہوتا ہے اس صورت مین اقسام دہ گانہ سے باہر نہ ٹھہرا لیکن مضمون کے لحاظ

سے جسطرح واسوخت کا نام علیحدہ ٹھہرایا ہے اسیطرح مرثیہ کو بھی قیاس
کرنا چاہئے اوراب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے جسمین جناب سید الشہدا
علیہ و علی جدہ وابیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا حال اور واقعہ کربلا
لکھا جاتا ہے پس اگر یہہ قصیدہ کے طور پر ہوتا ہی تو اُسکو مُجرا اور سلام
کہتے ہین ایسے نظم کے مطلع مین مجرا خواہ سلام یا مجرائی اور مجری خواہ
سلامی کا لفظ بھی اکثر مستعمل ہی اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو بیشتر اُسکو
نوحہ کہتے ہین اور اگر مسدس یا مثمن ترکیب بند خواہ ترجیع بند ہو تو اُسکو
مرثیہ کہتے ہین اور یہہ بہت مروج ہی **سلام کی مثال** مجرائی اصلا
نہ شاہ نے شکوہ خنجر کیا ؛ سر دیا اور آشکارا صبر کا جوہر کیا ؛ بولے شہ
میدان مین ہے اتنی خوشی اسدم مجھے ؛ فدیہ راہ خدا مین نے ہر ایک دلبر
کیا ؛ **ایضاً** سلامی ہی یہہ وظیفہ ہر اکدم اپنا ؛ شفیع روز جزا ہے شہ
اُمم اپنا ؛ امام بولے عدو ظلم سے نہ باز آئین ؛ رہ رضا سے ہٹے کسطرح
قدم اپنا ؛ **نوحہ کی مثال** میدان میں دم جنگ یہہ بولے شہ ابرار
یا حیدر کرار ؛ مین بھی ہون مدد اور حمایت کا سزاوار ؛ یا حیدر کرار ؛ جی
مین ہی کہ سر تیغ تلے آپ سے دہر دون ؛ میدان بلا مین ؛ اب صبر
شکیبائی کے جوہر کرون اظہار ؛ یا حیدر کرار ؛ **مرثیہ کی مثال**
نور تجلیات سے میدان کربلا ؛ معمور ہو گیا صفت عرش کبریا ؛ کہتے

تھے سب ملائکہ اور جمیل انبیا ٭ جس بحر بے کنار کا ملتا نہین پتا ٭ اس بحر
معرفت کا شناور حسین هے ٭ محبوب خاص حضرت داور حسین ہے ٭ غل
تھا کہ پشت زین سے گرتے ہین اب امام ٭ گھبرا کے لی علی و نبی نے رکاب
تھام ٭ اور فاطمہ کے ہاتھہ مین گھوڑے کی تھی لگام ٭ آرایش زمین کا ہوا
تھا یہہ اہتمام ٭ جبریل نے قدم کے تلے پر بچھائے ٭ حورون نے اپنے موے
معنبر بچھا دیے ٭ **تاریخ** اسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا
شعر ایسا تجویز کیا جاے کہ اسکو مکتوبی حروف کے عددون سے سنہ
اور سال کے واقعہ وفات اور نکاح خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ
لڑائی کی فتح یا بادشاہ کی جلوس کا یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جاے
اب قاعدہ حروف کے اعداد کا سمجھنا چاہیے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حروف
تہجی کے ایک سے دس عدد مقرر کر کے جلدی سے سمجھہ مین آنیکے
واسطے ترکیبان حرفونکی یون قرار دی **ابجد ہوز حطی** اسکو آحاد
کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال
کے چار ہے کے پانچ واو کے چھہ زے کے سات حے کے آٹھہ طوے کے
نو یے کے دس تک پھر گیارہوین حرف سے آٹھہ حرف پر دس دس بڑھا کر نوے
تک پہنچایا اسکو عشرات کہتے ہین اور کلمہ مرکبہ اسکا یون ٹھیرایا **کلمن**
سعفص تفصیل اسکی کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس

نون کے پچاس سین کے ساٹھہ عین کے ستر فے کے اسی صاد کے
نوے پھر انیسوین حرف کے سو عدد ٹھہرا کر نو حرف پر سو سو بڑہایا اور بس ہزار
تک پہنچایا اسکو مئات کہتے ہین اور مرکب اسکا اسطرح ٹھہرایا قرشت
ثخذ ضظغ تفصیل اسکی قاف کے سو رے کے دو سو شین کے
تین سو تے کے چار سو ثے کے پانسو خے کے چھہ سو ذال کے سات سو ضاد
کے آٹھہ سو ظو کے نو سو غین کے ہزار یہہ سب اٹھائیس حرف ہوے اور
ہمزہ کو الف کے حساب مین کہا بعد دریافت ہونے اس قاعدہ کے سمجھنا تاریخ
کا بہت سہل ہوگیا مثلاً اگر کوئی لڑکا بارہ سو چار فصلی خواہ ہجری مین پیدا ہوا ہو
تو اسکی تاریخ چراغ ہے اور کسی اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ سو چھپن مین پیدا
ہوا ہو تو اسکا نام تاریخی مظہر علی بہت خوب ہے اور اسیطرح اگر بارہ سو اٹھایس
مین مرگیا ہو تو داغ جگر اسکی فوت کی تاریخ بہت زیبا ہے اسکو مادہ تاریخ
کا کہتے ہین اور مصرع اور فقرہ اور شعر کی مثالونکو اسی پر قیاس کرلینا چاہیے
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ کا حسب حال ہاتھہ آگیا مگر اسمین ایک
دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہین تو اسکو کسی اور لفظ سے کوئی حرف
اسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کرکے ملاتے ہین اور اسکے ملانیکے واسطے خوبصورتی
کے ساتھہ اشارہ بھی کردینا واجب اور ضرور ہے جیسا تاریخ کے مقام مین
ایک عدد کیواسطے سر آہ اور چار کے لئے سر درد اور خوشی کے مقام مین و

کیواسطے سرِ بشارت وغیرہ اور اس بات کا نام تعمیہ رکھا ہی اور کبھی کچھہ عدد بڑہتے ہین تو اسطرح اشارہ کرکے خارج کرتے ہین اور اسکا نام تخرجہ رکہا ہے مثلاً کسی مادہ مین چھہ عدد بڑہتے تو اسکی تخرجہ کا اشارہ بے بدا اور مثال اسکے مقرر ہی اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ تاریخ بے تعمیہ اور تخرجہ ہو مگر بضرورت جیسا کہ بیان کیا گیا اور تعمیہ احاد تک کا البتہ جائز رکھا ہے عشرات کا عیب خالی نہین سے اوڑنکا زیادہ تر معیوب ہی اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتہہ عشرات تک پہنچے تو مضائقہ نہین ہی شاعرون نے طرح طرح کی صفتین اور خوبیان تاریخ مین ادا کی ہین کہ بیان اُسکا مختصر مین نہین ہوسکتا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ قافیہ کا بیان بہت طول اور طویل ہے لیکن اسیقدر سمجھہ لینا چاہیے کہ قافیہ حرف آخیر کو کہتے ہین اور اسیکا نام روی ہی اور وہ حرف اخیر ایسا ہوتا ہی کہ اُسکے پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کار اور بار اور شور اور مور اور دیر اور شیر اور ہند اور سند اور عقل اور نقل اور مثل اُسکے یا اُسکے پہلے حرف کی حرکت موافق ہو جیسے در اور پر اور زر اور سر اور کرم اور صنم اور دل اور گل اور مثل اسکے یا اُسکے بعد کے حرف ان سب یا تو نہین موافق ہین جیسے ہستی اور پستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور ناتوانائی اور مثل اُسکے اور قواعد کی کتابہ نمین ان سب کا اور پہلے حرف

اور حرکات کے کلام علیحدہ علیحدہ مقرر ہین یہان بیان اُسکا طول کلام سے
خالی نہین ھی اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد مکرر آئے مثال
اسکی **بیت** ہر سنگ مین شرار ھی تیرے ظہور کا ۔ موسی نہین کہ سیر
کرون کوہ طور کا ۔ طور اور ظہور مین رے قافیہ اور کا دونو مصرعے مین
ردیف ھی حال کے شاعر غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہین اور قصیدہ اکثر
بے ردیف کا ہوتا ھی بعضے قصیدے ردیف کے ساتھہ بھی ہوتے ہین **فایدہ**
جو شاعر صرف اپنی غزلونکو ایک جگہہ جمع کر کے لکھے اُسکو دیوان کہتے ہین
اور قصیدونکو جمع کرے تو اُسکو قصاید کہتے ہین لیکن دیوان مین غزلین جمع
کی جاتی ہین سب ردیف دار حروف تہجی کی ترکیب پر ہوتی ہین اور قصاید
مین اُسکی رعایت ضرور نہین اور سب کلام ہو تو اُسکو کلیات کہتے ہین اور
جس کلام مین خداوند تعالی کی بڑائی اور اُسکی قدرت اور خدائی اور اُسکے
کمال اور جلال کا بیان ہوا اُسکو حمد اور ثنا اور توحید اور جسمین اُسکے محبوب
صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہون اُسکو نعت اور جسمین اُنکے اصحاب
اور اہلبیت کی تعریف ہو اُسکو مناقب اور منقبت اور بادشاہ اور اُمرا
خواہ اور لوگونکی خوبیان اور بھلائی جو لکھی جاے اُسکو مدح اور برائی کا
بیان ہو تو اُسکو ہجو اور ذم کہتے ہین **دوسری فصل** نثر کے بیان مین
جاننا چاہئے کہ نثر کی تین قسمین ہین **مرجز اور مسجع اور عاری** ۔

مرجز اس نثر کو کہتے ہین کہ جسکا ہر فقرہ موزون ہو یعنے شعر کے کسی
وزن پر پایا جاوے اور قافیہ نہو اور یہہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے
مثال اُسکی اپنے ہاتہو نسے مجہے قتل کرے مین نے خون اپنا کر دیا
ہی معاف آئے بیٹھئے کرم کیجے میرے صاحب یہہ آپ کا گھر ہی **مسجع** اُسکے
خلاف ہی یعنے اُسمین فقرات قافیہ دار ہون اور موزون نہو اور وہ فقرہ
کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف **فقرہ رنگین کی مثال**
سبزہ پر شبنم کے قطرے اسطرح نمودار جیسے زمرد کے تختے پر ہیرے کے ٹکڑے
جڑے ہون اور ہر شاخ پر بیلی چنبیلی کی کلیونسے وہ بہار جیسے سبزپری
کی گلے مین پہولونکے ہار پڑے ہون **فقرہ صاف کی مثال**
کل مین آپ کے گھر آؤن گا اور کھانا وہین کھاؤنگا حضرت جو فرمائینگے ہم
اُسکو بجالائینگے **عاری** ان دو نوسے عاری ہے یعنے نہ اُسمین وزن ہو
نہ قافیہ اور اُسکو روزمرہ کہتے ہین **مثال اُسکی رقعہ** مشفق میرے آج
بندہ منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تھا دیر تک آپ ہی کا ذکر خیر تھا اور
ایک قصیدہ آپ کا جو حسن اور عشق کے مناظرے مین ہے پڑھتے تھے اور ہر
شعر پر وجد کر کے فرماتے تہے کہ یہہ قصیدہ بینظیر ہی اور یہہ تعریف منشی
صاحب کی نری محبت کی راہ سے نہین ہے انصاف بھی یہی ہی کہ حضرت نے
اُسمین سِحر کیا ہی بندہ نے اُس قصیدہ کو منشی صاحب سے طلب کیا تو فرمایا کہ

مین اسکو بہت عزیز رکھتا ہون ایک ساعت بہی اپنے پاس سے جدا
نہین کرسکتا اسواسطے عرض کرتا ہون کہ حضرت اسکو عنایت
فرمائین دو دن مین اسکی نقل کرکے پہر خدمت مین بہیجدونگا زیادہ نیاز ہ

دوسرا باب

خط کتابت کی دستورات مین اور اسمین تین فصلین ہین پہلی فصل
اُردو کے بیان مین جاننا چاہئے کہ اُردو فارسی لفظ ہی لشکر کو کہتے
ہین یہان لشکر سے خاص لشکر شاہجہان بادشاہ جم جاہ سے مراد ہے
اور اصل اسکی دار الخلافہ شاہجہان آباد ہی کہ وہان دربار اور سلطنت
لشکر بادشاہی مین عرب اور ایران اور توران اور ترکستان اور ہند کے
لوگ سب جمع رہتے تہے اور آپسمین گفتگو جو کرتے تہے تو عربی اور فارسی
اور ترکی اور سنسکرت سب ملکر یہہ زبان پیدا ہوئی اور اسکو ریختہ بہی کہتے ہین
غرض اس زبان مین عربی اور فارسی اور ہندی اسطرح مل گئی کہ اگر کوئی
چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اسمین شمول نہو اور خالص ہندی الفاظ مین
گفتگو کرے تو بولنا دشوار ہوجاے بلکہ اکثر ایسے الفاظ خاص و عام کی زبان
پر جاری ہین کہ ہندی مین اُنکا ترجمہ بہی نہین ہوسکتا بعد اُسکے لوگ اس زبان
مین شعر کہنے لگے یہان تک کہ غزل اور قصیدہ اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو
فارسی مین تہے اس زبان مین کہنے لگے اور اب ہوتے ہوتے نثر بہی عبارت

رنگین اور غیر رنگین شروع ہوگئے اور بہت سی عربی اور فارسی کتابونکا
ترجمہ اُردو مین ہوگیا اور داستان اور کہانیان عجیب و غریب لکھی گئی اور
لکھے جاتے ہین لیکن خط کتابت کا دستور اُردو زبان مین ابتک جاری نہین ہوا
پھر اب اگر کوئی اُردو مین اسکا رواج دینا چاہئے تو جسطرح نظم اور نثر فارسی کے
طور پر جاری ہوئے اُسیطرح خط کتابت کا بھی فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور
ہوگا اور فارسی مین جو خط لکہنے کے قاعدہ مقرر ہین ناچار اُردو مین بھی اُسکے
تابع ہونا پڑیگا یہان سے معلوم ہوا کہ جسطرح فارسی مین بڑے اور چھوٹے اور
برابر والے خط لکھتے ہین اسیطرح اُردو مین بھی خواہ مخواہ لکھنا ہوگا اب سوچنے
کی بات تھی کہ فارسی مین جو الفاظ بڑے چھوٹے کو یا ہمسر کیواسطے مقرر ہین
کہ اُسکو القاب کہتے ہین اور اُسکے بعد جو الفاظ لکھے جاتے ہین اُسکو آداب کہتے
ہین پہلے تو یہی نہین ہوسکتا کہ فارسی مین جو اُن الفاظ کا نام آداب اور
القاب رکھا تھی اُردو مین اُسکا ترجمہ ہوکر کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے
مثلاً اگر کسی سے پوچھے کہ القاب اور آداب کو اُردو مین کیا کہتے ہین تو ظاہر
تھی کہ اسکا جواب کچھہ نہین ہوسکتا پھر اُن الفاظ کا ترجمہ تو اُردو مین اور
بھی زیادہ مشکل بلکہ ہو ہی نہین سکتا جیسے قبلہ و کعبہ کہ فارسی مین بڑے کا
القاب اور مشفق مہربان ہمسر کا اور برخوردار عزیز از جان چھوٹے کیواسطے مقرر
تھی ترجمہ اُسکا ہندی مین کوئی کیا کریگا اور آداب بندگی اور سلام اور اشتیاق

ملاقات اور دعاے عمر و حیات کی جگہہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلف کرکے
بعضے لفظ کا ترجمہ کچھہ لکھے بھی تو وہ بھی نرا ڈھکوسلا ہے اور کانونکو اُسسے
آشنائی نہین ہوئی مثلاً نور چشم سعادتمند علیہ اقبال طالع عمرہٗ کا ترجمہ یون
لکھے آنکھہ کی روشنی نیکبختی کے بھرے اُونچے نصیبے والے بڑے زندگی
اُسکی ایسا ترجمہ اگر کسی فقرہ کا ممکن بھی ہو تو محض پوچ اور مہمل ہوگا اور
اسیطرح اور بھی بہت سے الفاظ عربی اور فارسی کے ایسے کہ اسکی جگہہ اُردو
کا کوئی دوسرا لفظ نہین ہوسکتا جیسے خط کو خط ہی لکھینگے اور بڑے کے
پاس سے جو خط آوے تو اُسکو عنایت نامہ کہتے ہین اور بادشاہ کی حضور سے
آوے تو فرمان اور امیر اور وزیر کی نوشت کو شقہ اور پروانہ بولتے ہین اور
چھوٹا جو خط لکھے عریضہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ اسکو کاتب کہتے
ہین اپنے تئین کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیازمند اور مخلص اور
مکتوب الیہ یعنے جسکے نام خط ہو اُسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہین پس
ظاہر ھی کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور فرمان اور شقہ اور عریضہ اور عرضی اور
فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اُردو مین اسیطرح ممکن نہین ھے
اسکے سوا جب تقریر زبانی مین جناب اور حضور اور پیر مرشد اور خداوند فدوی اور
کمترین بولتے ہین تو تحریر مین اُسکا ترجمہ کیونکر ہوسکیگا یہان بیان جو وقایع
کیواسطے کیا گیا ایک تو یہہ کہ مبتدی اسبات کو جانین کہ اسطرح کے الفاظ

ہندی کے نہیں ہین دوسرے یہہ کہ اس انشا مین جو رقعات لکہے جاینگے اُنمین
ناچار ایسے ہی الفاظ عربی و فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسیکو جاے اعتراض باقی رہی اب
ہم خط کتابت کے دستور یہان سے لکہے دیتے ہین کہ اُردو اور فارسی دونو کے
کام آوین

دوسری فصل

خط لکہنے کے تعلیم مین کاتب یعنے خط والیکو چاہئے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنے
جسکے نام کا خط لکہنا ہی اُسکا مرتبہ سوچ لے کہ وُہ بڑا ہی یا چھوٹا یا برابر کچھ
سن اور سال پر موقوف نہین ہی بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر
خیال کی جاتی ہی اور کبھی سن اور سال پر مثلاً کوئی غریب مفلس اگرچہ عمر مین
بڑا ہو اور امیر دولتمند چھوٹا تو امیر کا رتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر مین چھوٹا
اور جاہل بڑا تو جاہل کا مرتبہ چھوٹا ہے اور یہہ نہین ہوسکتا ہی کہ کوئی خانساما
یا درزی ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو تو وُہ خانساما اور درزی
اس امیر کو لڑکا سمجھہ کے برخوردار اور امیر اُسکو بوڑہا جانکے قبلہ و کعبہ لکھے
یا مرید عمر مین بڑا ہو اور پیر کم سن ہو تو مرید پیر کو عزیز از جان اور پیر مرید کو
قبلہ و کعبہ لکھے پس میری دانست مین بڑائی اور چھوٹائی سن اور سال کے
روسے صرف قرابت مین دیکھنے کے قابل ہی نہ غیرونمین یہان سے معلوم ہوا کہ
فضل اور کمال کا خیال کرنا اغیار مین اور سن و سال دیکھنا اپنے یگانونمین
ضرور چاہئے یعنے اگر کسی منشی یا شاعر یا حکیم کو خط لکہنا ہو اور وُہ علم کی راہ

رتبہ مین بڑا یا برابر ہو تو وہ عمر مین چہوتا ہو القاب موافق اُسکے رتبہ کے
لکہنا مناسب ھی یہی حال ھی اُستاد اور پیر اور عالم و مفتی اور قاضی کا اور اگر
چہوتا بہائی اور بیتا اور بہانجا اور بہتیجا رتبہ مین بڑا ہو مثلاً باپ جاہل اور
بیتا فاضل اور بڑا بہائی فقیر یا پیادہ نوکر اور چہوتا بہائی امیر خواہ تحصیلدار
ہو تو وہان رتبہ کا لحاظ نکیا جائیگا اور بڑائی اور چہوتائی سن و سال کی دیکہی
جائیگی یعنے باپ بیتے کو فاضل ہو یا جاہل ہر حال مین برخوردار اور بڑا بہائی
چہوتے بہائی کو عزیز از جان ہی لکہیگا جب یہہ دریافت ہوا تو اب سمجہنا
چاہئے کہ ارکان خط کے اکیس [۲۱] ہین یعنی استادون نے خط مین اکیس باتون کا
ہونا مقرر کیا ھی مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ اور آداب اور تحیت اور
اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہاریہ اور خطونکے نام اور
خطونکی رسید اور ادراکیہ اور کاتب کے نام اور مکتوب الیہ کے نام اور دوسرے
شخص کی صفت اور چیز کا بہیجنا اور چیز کا مانگنا اور اپنا آنا اور مکتوب الیہ کا
آنا یا جانا اور مطلب اور خاتمہ اور لفافہ معضونکے نزدیک خط کے ارکان مین
داخل نہین ھی اگر ہو تو بائیس ہوتے ہین **مقدمہ القاب** برابری والے
خواہ بڑے کو القاب کے پہلے اُسکی صفت کو صاحب کے ساتہہ ملا کر جو الفاظ
لکہے جاتے ہین اُسکو مقدمہ القاب کہتے ہین اور اس صفت کی ظاہرا پانچ قسمین ہین
پہلی قسم قرابت ھی جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب

اور ماموںصاحب اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ لیکن باپ کے لئے مقدمہ القاب استادونکی تحریر مین نظر نہین آیا بعضے قبلہ گاہی صاحب لکھتے ہین مگر فصیح نہین ھی **دوسری قسم** خطاب ھی جیسے نوابصاحب اور راجہ صاحب اور خانصاحب اور رانی صاحبہ اور بیگم صاحبہ **تیسری قسم** صفاتی ھی جیسے مولویصاحب اور منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور پندت صاحب اور اخوند صاحب اور آتو صاحبہ **چوتھی قسم** عہدہ ھی جیسے قاضی صاحب اور مفتی صاحب اور بخشی صاحب اور دیوان صاحب اور داروغہ صاحب اور چودہری صاحب اور چودہرائن صاحبہ **پانچوین قسم** ذاتی ھی جیسے شیخصاحب اور میرصاحب اور مرزا صاحب اور خانصاحب اور لالہ صاحب اور بابو صاحبہ فقط مخفی نرہے کہ چہوتے اور ادنی کیواسطے مقدمہ القاب نہین ہوتا کسواسطے کہ اُسکے لقب کے ساتہہ صاحب کا لفظ ملایا نہین جاتا یعنے بھانجی صاحب اور بہتیجی صاحب اور باورچی صاحب اور چپراسی صاحب لکھنے کا دستور نہین ھی لیکن برادر کا لفظ چہوتے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب مین قبل از عزیز جان اور ارجمند وغیرہ الفاظ کے یا سوا انکے اور کسیکو بھی اسیطرح لکھے تو اگرچہ وہ مقدمہ القاب ٹھہریگا مگر صاحب کا لفظ اسکے ساتہہ نہ لکھا جایگا اور واضح ہو کہ مقدمہ القاب کے پہلے بھی بعضے ایک لفظ

ٹھہرا یا کرتے ہین جیسے جناب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب پس یہہ لفظ بھی مقدمہ القاب مین داخل ھی

القاب

پہلے جاننا چاہئے کہ فارسی مین مراتب مکتوب الیہ کے بہت ہین لیکن اس مقام مین بیان کرنا صرف اُنہین مراتب کا جو اُردو مین ضرور ھی مناسب سمجہا تا ھی سو یہہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہین یعنے ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہین ھی یا ہمسر مطلق ھی کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب اسکا فارسی مین مرد کیواسطے مولوی صاحب مشفق مہربان کرمفرمای مخلصان اور عورت کے لئے خانم صاحبہ مشفقہ محترمہ یا اپ ہمسری کے رتبہ مین کچھ بڑا ھی تو مرد کیواسطے راجہ صاحب عالیشان قدردان یا زمیندان یا نواب صاحب والا مراتب عالی مناصب یا خانصاحب معدن فیض و احسان مخزن جود و امتنان اور عورت کیواسطے رانی صاحبہ یا بیگم صاحبہ یا بائی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رتبہ مین کچھ کم ھی تو مرد کو لالہ صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودہراین صاحبہ عصمت مآب لکھینگے اور یہی حال ھی بڑیکا مثلاً اگر رتبہ مین کچھ بڑا ہے تو مرد کو برادر صاحب قبلہ و کعبہ ادام ظلہ فدویان اور عورت کو ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کمترینان اور جو اسے بھی زیادہ ھی جیسے باپ اور پیر تو اُسکو قبلہ کونین و کعبہ دارین اور پیر مرشد برحق ادام ظلہ نعمت مطلق اور مان اور پیرانی کو والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ مفتخمہ اور اگر بہت بڑا ہے

جیسے بادشاہ تو قبلۂ عالم و عالمیان اور بادشاہ بیگم کو جناب عالیہ خاتون مخدارات زمان و زمانیان اور مثل اسکے لکھنا چاہئے علی ہذا القیاس چھوٹا اگر کچھہ چھوٹا ہے تو برادر عزیز از جان اور برخوردار نور الابصار اور بہن اور بیٹی کو ہمشیرہ عزیزہ اور نور چشمی قرۃ العینی اور اگر اُس سے بہی کم رفیق اور ملازم ہی تو مرد کو اعتضاد دوستان عزیز القدر شرافت پناہ صداقت دستگاہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دستگاہ اور جو بہت چھوٹا ہی تو مرد کو معتمد الخدمت فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھینگے اُردو خط مین بہی یہی الفاظ عربی اور فارسی کے خط مین لکہے جاتے ہین لکہے جائینگے اور کبہی شخص کم رتبہ کا صرف نام ہی لکہہ کر مطلب شروع کر دیتے ہین اور ایسی تحریر اُسوقت ہوتی ہی جب امرا اپنے ادنیٰ ملازم کو دستخط خاص سے شقہ لکہتے ہین **ادعیہ** اُن لفظونکو کہتے ہین جو بعد القاب کے جملہ عربی کا دعا کے طور پر لکہا جاتا اور اُسکو دعائیہ بہی کہتے ہین جیسے ہمسر کے واسطے زاد لطفہ اور دام عنایتہ اور سلمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ اُسکا اگر اُردو مین چاہے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہی جیسے زیادہ ہو خوبی اور ہمیشہ رہے عنایت انکی اور مثل اُسکے بڑے کیواسطے دام برکاتہ اور مدظلہ العالی اور خلد اللہ ملکہ ترجمہ اسکا بہی ہو سکتا ہی جسطرح مذکور ہو چکا اور چھوٹے کیواسطے انعام اور مثل اسکے اور عورتونکے واسطے انہین الفاظ مین ضمیر تانیث کی ہوگی جیسے

مدظلہا اور طالعہا وغیرہ اور ادنی کیواسطے بعافیت باشند وموردِ مراحم
بودہ بدانند اور بعضے لوگ عربی کی جگہہ فارسی لکھتے ہین جیسا سایۂ
عالی بر سر فدویان مبسوط باد اور درجہ افزاے مراتب محبت باشند اور در
حفظ الہی باشند لیکن اردو مین سواے دعائیہ عربی کے گنجایش ان الفاظ
کی ہرگز نہین واضح ہو کہ مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ جب سب
ملایا جاتا ہی تب اُس سبکو القاب کہتے ہین جیسے منشی صاحب مخدوم و
نیازمندان صمیم وقدیم زاد لطفہ **آداب** اُس فقرہ کا نام ہی جو بعد
القاب کے لکھا جاتا ہے اور جسطرح مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ سب ملکر
ایک القاب کہلاتا ہی اُسیطرح تحیت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ
اور اظہاریہ سب کو ملاکر آداب کہتے ہین چنانچہ حال اُسکا ہر ایک کے بیان سے
دریافت ہوگا **تحیت** ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو بندگی اور
کورنش اور تسلیمات اور چھوٹے کو دعاے درازی عمر اور مثل اُسکے جو کچھہ لکھتے ہین
اُسکو تحیت کہتے ہین **اشتیاقیہ** ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑے
کو تمنا اور آرزو اور چھوٹے کو خواہش جو لکھتے ہین صرف اُنہین الفاظ اور کلمات
کو منشیونکی اصطلاح مین اشتیاقیہ کہتے ہین **ملاقاتیہ** بعد لفظ اشتیاقیہ
کے ہمسر کیواسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور معانقہ جسمانی
اور بڑے کیلئے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کو دیدار اور دید

بوسی وغیرہ الفاظ جو لکھے جاتے ہین اسکو ملاقاتیہ کہتے ہین **صفت ملاقاتیہ** اُس ملاقات کی صفت مین جو فقرہ لکھا جاتا ہے اُسکو صفت ملاقاتیہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ملاقات بہجت آیات ملازمت کیمیا خاصیت اور قدمبوسی والا اور دیدار فرحت آثار اور مثل اسکے اور بعضے بعد ان الفاظ کے کلمات مبالغہ بھی زیادہ کرتے ہین بعد کاف بیانیہ کے جیسے کہ حدے و نہایتے ندارد و بشرح و بیان درنمی آید اور مثل اُسکے کہ یہہ کلمات بھی اسی صفت مین داخل ہین مگر اردو مین ترجمہ صرف انہین کلمات مبالغہ کا البتہ ہوسکتا ہے اور صفت کے الفاظ بدستور فارسی کے رہین گے انکا ترجمہ غیر ممکن ہے **اظہاریہ** بعد ان الفاظ کے جو مطلب لکھنے کی خبر دیتے ہین اُسکو اظہاریہ کہتے ہین جیسے فارسی مین بسر کو مکشوف خاطر محبت ماثر باد یا مسیگرداند اور بڑے کو معروض میدارد اور بعرض عالی میرساند اور چھوٹے کو مطالعہ نماید اور نگارش میرود لکھا جاتا ہے مگر اردو مین اُن الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہین ہوسکتا ہے وہان یون لکھین گے ہمسر کو مطلب کہتا ہون اور بڑے کو عرض کرتا ہون اور چھوٹے کو واضح ہو اور مثل اُسکے پس جب یہہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ تحیت سے لیکر اظہاریہ تک سب ملکر آداب ہوتا ہے مثال اُسکے بعد سلام و نیاز اشتیاق ملاقات بہجت آیات کہ حدے و نہایتے ندارد عالی خاطر محبت آثر باد ترجمہ اُسکا بعد سلام و نیاز اور اشتیاق ملاقات کے جسکی حد اور نہایت نہین ہے مطلب لکھتا ہون و بعد

ادا ے کورنش اور بندگی کے عرض کرتا ہی اور بعد دعا کے واضح ہو ترجمہ
لکھنے والے کی تمیز پر موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اردو زبان مین
فصیح ہو سکتا ہے تو مضایقہ نہین نہین تو ضرورت نہین کہ خط اور مکتوب
چٹھی یا پاتی اور سجدہ اور قدمبوس کو تک کہینی اور پالاگن لکھنے لگے
اور واضح ہو کہ ادنی کو مرد ہو خواہ عورت آداب نہین لکھا جاتا اور عورت کو
اسیطرح اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہین لکھنا چاہئے مگر درجہ اعلی کیواسطے
قدمبوسی تک جایز ہی **خطون کے نام** خط اگر ادہر سے آیا اور
ہمسر کا خط ہی تو الطاف نامہ اور نامہ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا
خط ہی تو نوازشنامہ اور سرفراز نامہ اور فرمان واجب الاذعان اور
منشور کرامت نشور اور چھوٹے کا خط ہی تو اسکو مکتوب مرغوب خط مسرت
نمط اور عرضی مرسلہ اور خط جو ادہر سے بہیجا ہی اگر ہمسر نے ہمسر کو بہیجا ہی تو
اسکے مقابلہ مین اپنے خط کو رقیمہ اور رقیمہ نیاز اور اشتیاق نامہ اور بڑے کے
مقابل مین عریضہ اور عرضی اور عرضداشت اور چہوٹے کے مقابل مین اپنے
خط کو خط ہی لکھین گے لیکن بہت ادنی کے مقابل مین اپنے تحریر کو شقہ اور
پروانہ لکھنا چاہئے اور ترجمہ ان سب الفاظ کا اردو زبان مین کچھہ نہین ہوسکتا
چنانچہ حال اسکا ان الفاظ سے ظاہر ہے **خط کی رسید** اگر خط ہمسر کا
پہنچا ہی تو فارسی مین یون لکھین گے وصول فرحت نمود اور وصول الطاف

شمول فرمود رنگ وصول ریخت اور مثل اسکے اور بڑے کیواسطے ورود فرمود شرف صدور بخشید نزول اجلال فرمود اور چھوٹے کیواسطے رسیدہ مسرور گردانید بملاحظہ گذشت اور مثل اسکے اور بعضے لوگ کلمات فخریہ اور سرور بھی ان الفاظ کے ساتھہ ملاتے ہین یعنے یون لکھتے ہین کہ وصول نمود وجمعیت ظاہر و باطن افزود وصول نمودہ مسرور گردانید پرتو ملول افگندہ باعث مفاخرت گردید ورود فرمودہ فرق عزت وافتخار بفرق فرقدان سائید اردو مین ان فقرات کی عوض ہمسر کو یون لکھا جائیگا الطاف نامہ یا نامہ نامی یا محبت نامہ کے پہنچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کو عنایت نامہ یا سرفراز نامہ یا فرمان عالی کے پہنچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو خط تمھارا پہنچا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ادنی کو عرضی تمھاری ملاحظہ سے گذری **فائدہ** اب اس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کرنیکے ہی کہ مکتوب الیہ کے جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین تین درجے اوپر بیان کئے گئے نباہ اسکا اردو کی تحریر مین اس مقام تک تو ہوا اب آگے جو مقامات آتے ہین انمین ممکن نہین ہے اور کہین کچھہ ہو بھی تو تکلف سے خالی نہوگا اسی نظر سے فارسی مثالونمین بھی وہ رعایت موقوف کر کے صرف ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے جسطرح فارسی مین اپنے خط کے پہنچنے کو ہمسر کے مقابلہ مین بملاحظہ در آمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے

کے مقابلہ مین بملاحظۂ اقدس درآمدہ باشد از اظہر منظہر باریابی حضور
لامع النور درگذشتہ باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ درآمدہ باشد یا رسید باشد
اور مثل اُسکے لکھتے ہین اُردو مین ہمسر کو ملاحظہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے
گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہنچا ہوگا لکھین گے **اور ادراکیہ** خط کے مطلب
سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین اُسکو ادراکیہ کہتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو یون
لکھتے ہین مضمون عطوفت مشحون پیرایہ ایضاح یافت اور بڑے کو از ارشاد
فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ اگاہی دست داد یا مدعای
معروضہ معلوم شد اور اُردو مین یہہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ
کو بخوبی سمجھا ارشاد فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور
حال دریافت ہوا حقیقت معروضہ واضح ہوئی **کاتب کے نام**
خط کا لکھنے والا اگر ہمسر ہی تو اپنے تئین ہمسر کے مقابلہ مین فارسی مین این
دوست این مخلص این نیازمند اور بڑے کے مقابلہ مین فدوی این خادم این
کمترین این نمک پروردہ اور چھوٹے کے مقابلہ مین اینجانب و یا من یا دوست
لکھین گے اور اُردو مین ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا
ہو تو تم کہنا چاہئے **مکتوب الیہ** کے نام فارسی مین ہمسر کو
آن کرمفرما آن مشفق آن مکرم آن مخدوم آن شفیق آن مہربان اور بڑے کو قبلہ
آنحضرت آنجناب آنخداوند نعمت اور حضور اور ملازمان والا اور بندگان عالی

اور بندگان حضور اور چھوٹے کو آن عزیزان برادر آن برخورداران جان عمر آن سعادت سرمایہ آن لخت جگر آن نور دیدہ آن معتمد الخدمتان فدوی خاص اوار دو مین اپنے تئین ہمسر کے مقابلہ مین فدوی اور کمترین اور غلام اور چھوٹے کے مقابلہ مین اپنے تئین ہم لکھین گے **دوسرے شخص کی صفت** اگر خط مین کسی دوسرے شخص کا مذکور آجاے تو موافق اسکے رتبہ کے اُسکا القاب لکھہ کر اسکا نام لکھتے ہین یعنے اگر ہمسر ہو یون لکھتے ہین میر صاحب مشفق سید امیر علیصاحب کی زبانی معلوم ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہئے کہ جناب مولوی صاحب قبلہ مولوی محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا جناب عالی متعالی قبلہ عالم کے حضور سے ارشاد ہوا اور چھوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور برخوردار حسین احمد کی زبان سے واضح ہوا کلو کے عرض کرنے سے دریافت ہوا اور اگر نام اُس شخص کا مکرر آوے تو یون لکھنا مناسب ہے کہ ہمنے میر صاحب موصوف کو سمجھا دیا اور مولویصاحب ممدوح سے عرض کر دیا اور جناب عالی قبلہ عالم کی حضور مین عرض کیا اور برخوردار مسطور اور برادر مرقوم سے کہدیا اور بعضے لوگ مکرم الیہ اور معزی الیہ اور معظم الیہ اور موی الیہ اور مشار الیہ اور نام برقوم لکھتے ہین **چیز کا بھیجنا** اگر کوئی چیز ہمسر کے پاس بھیجی تھی تو لکھنا چاہئے کہ آپکے پاس بھیجدی اور بڑے کو کہ خدمت عالی یا حضور والا مین

ارسال کی اور چہوتے کو لکہے کہ تمہارے پاس مانگکو بہیجی یا **جیز کا**
مانگنا اگر ہمسر سے طلب منظور ہی تو بہید یجئے یا لطف فرمائے اور بڑے
سے طلب کرے تو عنایت کیجئے یا مرحمت فرمائیے اور چہوٹے سے مانگے تو
روانہ کرو اور ارسال کرو اور بہیدو لکہے **اپنے آنیکا حال**
ہمسر کے مقابلہ مین بندہ حاضر ہوا تہا اور بڑے کے مقابلہ مین کمترین
مشرف ہوا تہا کمترین ملازمت کو غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تہا اور چہوٹے کے
مقابلہ مین ہم تمہارے یہان گئے تھے یا مین تمہارے یہان گیا تہا یا حضور ما
بدولت رونق افروز ہوئے تھے **مکتوب الیہ کے آنے یا جانیکا**
حال اگر ہمسر ہے تو اُسکے آنے کو آپ نے کرم فرمایا تہا اور تشریف لائے
تھے اور قدم رنجہ فرمایا تہا اور جانے کو آپ جب سے تشریف لیگئے ہین لکہنا
چاہئے اور بڑے کو جناب یا حضور رونق افروز ہوئے تھے یا جب سے کلکتہ کو تشریف
فرما یا نہضت فرما ہوئے اور چہوٹے کو تم یہان آئے یا حاضر ہوئے تہے اور جب
سے بنارس سدہارے یا اگرہ گئے ہو **مطلب** خط پہنچا حال معلوم ہوا
ہمنے پہلے خط روانہ کیا ہی پہنچا ہوگا اُسے حال ہمارا دریافت ہوا ہوگا جب
سے تم اُدہر گئے ہو کچہہ نہین بہیجا ہی اب میر نثار علی پہنچتے ہین اُنکے
ہاتہہ پانچ ہزار روپے بہیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تم آپ آؤ **خاتمہ**
بعد تمام ہونے مطلب کے ہمسر کو لکہے زیادہ کیا تصدیع دون زیادہ کیا

تکلیف دیجاے زیادہ کیا گذارش کرے اور فارسی مین بعضے جو اُسکے بعد
فقرہ دُعائیہ اور بھی بڑہاتے ہین جیسا ایام جمعیت و شادمانی مُدام بکام باد
و عمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اُردو مین چاہیے تو یون لکھے خوشی
اور شادمانی ہمیشہ نصیب رہے اور عمر و دولت روز بروز زیادہ ہوتی رہے اور
مثل اُسکے اور بڑے کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے و جہہ تہا عرض
کیا سایہ آپ کا ہمارے سرپر ہمیشہ رہے آفتاب دولت اور اقبال کا تابان رہے
اور چہوٹے کو یاد کیا لکہا جاے تاکیہ جانو اور تہوڑے لکہنے کو بہت سمجہو اور موقع
لکہنے کے عمل مین لاؤ

فصل

واضح ہو کہ مطلب خط کا مثلاً اسیقدر ہی جو اوپر لکہا گیا اور یہہ بھی فرض
کر لیا جاتا ہے کہ لکہانے والا اُسکا کوئی جاہل ہے اور وہ یہہ نہین جانتا کہ دستور
خط لکہنے کا کیا ہی صرف اپنا مطلب بیان کر دیتا ہے اِسصورت مین
لکہنے والے پر واجب ہی کہ کاتب اور مکتوب الیہ کے مرتبہ کو سمجہہ لے اور
اُسکو تمیز چاہیے کہ یہہ مطلب ہمسر کو کسطرح اور بڑے کو کسطور سے اور چہوٹے
کو کیونکر لکہنا ہوگا اس صورت مین لکہنے والا اگر تہوڑی سی بھی سمجہہ رکہتا
ہی تو قواعد مذکورہ سے یہہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہوگیا کچہہ حاجت
زیادہ تعلیم کی باقی نہین رہی یعنے اگر مقدمہ القاب ہے لیکر مطلب اور خاتمہ
تک جو باتین ہر ایک کیواسطے لکہی گئی ہر ایک بابت پر نظر کر کے لکہے تو

پانچ خط اسی ایک مطلب کی عبارت مختلف مین پیدا ہوتی ہے

پہلا خط ہمسر کے نام

مولویصاحب شفیق مکرم معظم زاد لطفہ بعد سلام و نیاز اور اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے کہ بیان سے باہر ہی مطلب لکھتا ہون کہ نامہ نامی کے پہنچنے سے دلکو نہایت خوشی حاصل ہوئی مضمون اُسکا بخوبی سمجھا گیا اسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نامہ بھیجا ہے ملاحظہ ہوا ہوگا اب میر صاحب مشفق میر نثار علی صاحب حاضر ہوتے ہین پانچہزار روپے میر صاحب موصوف کے ہاتھہ سے لطف فرمائیے تو بندہ حاضر ہو سکتا ہی نہین تو آپ ہی تشریف لائے زیادہ کیا تصدیع دون

دوسرا خط بڑیکے نام جو قرابت کہتا ہو

برادر صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان امید گاہ فدویان مدظلہ بعد آداب تسلیمات اور تمنائے ملازمت کیمیا خاصیت کہ شرح اُسکی تحریر مین نہین آسکتی گذارش کرتا ہی کہ نوازشنامہ عالی نے سرفراز فرمایا اور ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی بخشی قبل اُسکے کمترین نے بھی قطعہ عریضہ ارسال کیا ہی مشرف ہوا ہوگا اب جناب میر صاحب قبلہ میر نثار علیصاحب تشریف لاتے ہین پانچہزار روپئے میر صاحب ممدوح کے ہاتھہ عنایت ہون تو فدوی خدمت عالی مین فیض یاب ہو نہین تو جناب ہی تشریف فرما ہون زیادہ کیا عرض کرون

تیسرا خط بڑیکے نام جو مرتبہ مین بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیرو مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہ بعد
ادا کرنے کورنش اور بندگی اور آرزوے قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقت اسکی
تحریر کی نہین عرض کرتا ہے کہ عنایت نامہ والائی عزّت اور آبرو بخشی اور
ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے
گذری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم مکرم میر نثار علی صاحب خدمت اقدس
مین فیضیاب ہوتے ہین پانچہزار روپے میر صاحب معظم الیہ کے ہاتہہ عنایت
ہون تو کمترین دولت قدمبوسی کی حاصل کرے نہین تو بندگان عالی
آپ وثوق فروز ہون زیادہ حد ادب ॥

چوتہا خط چہوٹے کے نام جو قرابت مین چہوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت و اقبال نشان طال عمرہ بعد دعائے درازی عمر
اور خواہش دیدار فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پہنچا مطلب
دریافت ہوا پہلے ہمنے بھی ایک خط روانہ کیا تہا تمہارے مطالعہ مین آیا ہوگا اب
عزیز از جان میر نثار علی پہنچتے ہین پانچہزار روپے اُنکے ہاتہہ بہیجد و تو ہمارا
کام ہوتا ہے نہین تو تمہارا آنا ضرور ہے زیادہ اسسے جو لکہا جاے اُسکو تہوڑا
جانو فقط

پانچوان خط چہوٹے کے نام جو رتبہ مین چہوٹا ہو

مستعد الخدمت شرافت دستگاہ خوش و محفوظ رہو عرضی مرسلہ پہنچی
حال معلوم ہوا نوشتہ یہان کا بھی تمکو پہنچا ہوگا اب عزیز القدر نثار علی وان

کئے جاتے ہین چاہئے کہ پانچہزار روپے مشار الیہ کے ہاتھہ بہیجو تو ہم آوین نہ
نہین تو تم اپنے تئین پہنچاو زیادہ تاکید جانو اور تحریر خطوط کا طرز بھی یاد
رکہنے کے قابل ہی ان دنون تو اکثر یون نہین لکہتے ہین کہ ہمسر اور چہوٹے کو
ایک فرد کاغذ مین بیچ شکن دیکر پیشانی پر الف کہینچکر اور پیشانی چہوڑ کر ایک
طرف سے سیدھی سطرین اور کنارے پر ٹیڑہی سطرین لکہتے ہین اس صورت پر

ہمسر اور چہوٹیکے نام کے خط کا نقشہ

ا

میر صاحب مشفق مہربان کرمفرما مخلصان زاد عنایتہ

بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے مدعا یہ
ہی کہ بندہ محرم کی دسوین تاریخ جمعہ کے
دن خیریت سے آگرہ مین پہنچا جناب مولوی
صاحب سے اسی دن ملاقات کیا چاہتا تہا مگر اس
سبب سے کہ شاید کربلا گئے ہون نہین گیا
دوسرے دن انکی خدمت مین حاضر ہوا
نہایت تپاک اور اخلاق سے ملاقات فرمائی
اور اپنا آدمی بہیجکر اسباب ہمارا سرا سے
اٹہا منگایا اور فرمایا کہ تمہاری نوکری کہوا

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہے یعنے دونو طرف سے حاشیہ
توڑ کے اور پیشانی زیادہ چھوڑ کے پہلے القاب ہے سطر مین اُسکے بعد سب
سطرین سیدھی لکہتے ہین اسطرح بڑے کے نام کے خط کا نقشہ

عمو صاحب قبلہ و کعبۂ دو جہان مدظلہ العالی
بعد آداب اور تسلیمات کے عرض کرتا ہی کہ آج نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
دام اقبالہ کا لشکر مقام کانپور مین داخل ہوا اور کل بعد دوپہر کے لکہنؤ
کو کوچ کریگا فدوی بھی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوگا اسواسطے گذارش ہی کہ
کوئی مکان قابل گذارے کے کہ میرے رہنے کا مقام علیحدہ اور شاگرد پیشہ
اور باورچی خانہ وغیرہ علیحدہ ہو اور باہر اُسکے گہوڑے اور پالکی اور اونٹ اور
چہکڑے کی گنجایش ہو پہلے سے کرایہ لے رکھئے گا کہ وقت پہنچنے کے تلاش
کی حاجت اور تکلیف نہو زیادہ حد ادب فقط عریضہ کمترین فیاض علی

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ
کی حضور فیض گنجور مین عرض کرتا ہی
کہ فدوی دو برس سے امیدوار پرورش حضور والا مین حاضر ہی اور اکثر ارشاد
ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدہ کے حکم مناسب دیا جائیگا چوانچہ اب نون
عہدۂ روبکار نویسی کا بندگان عالی کی کچہری مین خالی ہے اسصورت مین

اُمیدوار فضل و کرم کا ہون کہ پرورش فدوی کی اس عہدہ پر فرمای جاے
تو عین خداوندی ہے وہ اب تہا عرض کیا فقط

آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے فقط

[illegible]

اور عدالت کے کاغذون کے لکہنے کا طرز ہی جدا ہی کہ اسکا
بیان اگر خدا نے چاہا تو دوسرے رسالہ مین کیا جاویگا لیکن یہان چند سوالات
کا نقشہ نمونہ کے طور لکہدیا جاتا ہے کہ مبتدی اسکے لکہنے کے طرز سے آگاہ ہوجاوین

سوال کا نقشہ صاحب جج کیواسطے

غریب پرور سلامت
مجہہ مدعی کا مقدمہ شیخ امام بخش مدعا علیہ کے نام پر بابت دخل پانے ایک
منزل حویلی قیمت دوسو بائیس روپے کی منصف شہر کی کچہری مین دائر ہے
اگرچہ منصف صاحب کے انصاف سے مجہے امید ہی کہ اپنے حق کو پہنچونگا لیکن
مدعا علیہ منصفی کا وکیل ہی اس سبب سے اندیشہ اس بات کا ہے کہ مجہہ کا عدالت
مین کسطرح کی چالاکی نکرے اسواسطے امیدوار ہون کہ مقدمہ میرا منصف
شہر کی کچہری سے طلب ہوکر خواہ حضور مین فیصل ہو یا صدر الصدور صاحب
کی کچہری مین تجویز کیواسطے بہیجدیا جائے فقط

[illegible]

سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کیواسطے

غریب پرور سلامت

موضع رمی پور پرگنہ موجہپون زمینداری موروثی مجھہ نمبردار کی ہے اور آج
تک اُسپر قابض اور متصرف ہون اندنون مجھہ سایل نے موضع مذکور کو سات سو
پچپن روپے کی عوض ساہ پورن مل کے ہاتہہ بیچکر قبالہ بیعنامہ لکھدیا اسواسطے
یہہ سوال حضور مین گذرانکر اُمیدوار ہون کہ مُجھہ نمبردار کا نام خانہ زمینداری
سے خارج ہوکر مشتری کا نام داخل فرمایا جاے فقط

سوال کا نقشہ صاحب مجسٹریٹ کیواسطے

غریب پرور سلامت
دادخواہ اپنے مکان کی دیوار جو اس برسات مین گرپڑی تھی بلند کیا چاہتا
ھی لیکن شیورتن چودہری زبردستی سے اُٹھانے نہین دیتا اور مزدورونکو مارپیٹ کر
ہنگامہ اور فساد پر مستعد ہوتا ھی اور اِسکے پہلے ۲۸ جون کو میرے سوال پر
کوتوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سو اب تک نہین پہنچی جو طرف
ثانی کا کچھہ ہرج نہین اور دادخواہ کو مکان کے بے قید ہونے سے بڑا
خوف چوری کا رہتا ھی اور بے پردگی سے بہت تکلیف ہے اسواسطے امیدوار
ہون کہ کوتوال پر تاکید فرمائی جائے کہ دیوار متنازعہ کو اپنی آنکھہ سے
دیکھکر طرفین کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور مین جلد بہیجدین کہ
فدوی اپنے حق کو پہنچے فقط

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ اور فرمان کی صورت ایک ہی ہے لیکن جو بادشاہ

کی حضور سے آوے تو اُسے فرمان اور جو امرا اور وزرا اور ناظم اور حکام کیطرف سے آوے تو اُسے شُقہ اور پروانہ کہین گے صورت اُسکی یہہ ہے

فرمان یا شُقہ یا پروانہ کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان ارادت مبان مورد مراحم رہو
عرضداشت اُس فدوی خاص کی نظر سے گذری دس ہزار
روپے جو قلعہ کی مرمت کے لئے طلب کیا ھی خزانہ عامرہ سے
بہیجا جاتا ھی جسطرح آگے ارشاد ہوا ھی اس روپے کو
مرمت مین لگادو اور چاہیے کہ نوروز کے جشن کے پہلے
قلعہ کی کل مرمت ہوجاوے اِس امر مین تاکید جانکر
موافق ارشاد فیض بنیاد کے عمل مین لاؤ المرقوم غرّہ
شہر ربیع الاوّل سنہ ۲ جلوس والا مع

لفافہ

جس کاغذ مین خط لپیٹا جاتا ہے اُسکو لفافہ کہتے ہین ایکطرف سے بالکل صاف بدون وصل کے ہوتا ھی اور دوسری طرف وصل ہوتا ہے کہ اُسکو لاکہہ اور گوندہ وغیرہ سے بند کرتے ہین بعد ہر صاف ہوتا ہے اُسطرف پہلی سطر مین جسکے پر صرف لفاظ انشاءاللہ تعالی یا بعونہ تعالی کا لکھکر اُسکے برابر خواہ اُسکے نیچے سے پتا اور نشان اُس ملک اور مقام کا جہان خط بہیجنا منظور

ھی اور مکتوب الیہ کا نام معہ اُس القاب کے جو خط مین اسکے واسطے لکھا گیا
ھی لکھا جاتا ہے اور اس سطر کے نیچے گوشے مین وُہ کلمات جو خط کے
پہنچنے کیواسطے دعا کے طور پر ہوتے ہین اور ہر ایک کے مرتبے کے موافق مقرر ہین
لکھتے ہین اور جدھر بند کیا جاتا ہے اُدھر کاتب کا نام اور تاریخ اور روانگی کا
دن لکھنا واجب **نقشہ اُسکا ہمسر کے نام** بعونہ تعالی خط ہذا
بدار السلطنۃ لکھنؤ بہ محلہ مغل پورہ رسیدہ بمطالعہ ساطعہ یا مطالعہ گرامی
یا مطالعہ سامی یا بسامی خدمت یا گرامی خدمت خانصاحب شفیق مکرم
مظہر لطف و کرم امیر اللہ خانصاحب زاد عنایتہم **اور بڑے کے**
واسطے انشاء اللہ تعالی عریضہ ہذا یا عرضی ہذا در بنارس بمحلہ مندوڈی
وال رسیدہ از نظر فیض مظہر یا بشرف بخدمت یا بعالیجناب یا بحضور فیض
گنجور جناب مستطاب قبلہ و کعبہ دو جہان اُمیدگاہ فدویان جناب مرزا
کریم اللہ بیگ صاحب دام ظلہم **اور چھوٹے کیواسطے**
انشاء اللہ تعالی خط ہذا در بلدہ کانپور محلہ ٹیکاپور رسیدہ بمطالعہ
یا مطالعہ مباہجہ برادر عزیز از جان قوت باز و ناتوان شیخ امیر علی طال
اللہ عمرہ اور دوسری طرف جدھر خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ
ہر کے مقابلہ مین اسطرح رقیمۃ الوداد یا رقیمہ نیاز محررہ یا ملتمسہ حسین
علی عفا اللہ عنہ سیاتہ از اکبرآباد ۲۰ ربیع الاول ۱۲۶۳ سنہ ہجری اور

بڑے کے مقابلہ مین

عریضہ یا عرضی از مراد آباد معروضہ نہم ماہ محرم الحرام ۱۲۶۱ سنہ ہجری
کمترین امام علی اور

چھوٹے کے مقابلہ مین

الراقم یا رقیمہ الدعا عبد العلی عفا اللہ عنہ از گورکھہ پور مورخہ یا مرقومہ دہم
شعبان ۱۲۵۵ سنہ ہجری واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ یا ادنی کے نام کا جو
ہوگا اُسکے لفافہ پر مطالعہ اور فقرہ دُعائیہ جو خط پہنچنے کیواسطے لکھتے
ہین نہ لکھینگے صرف پتا اور اُسکا القاب اور نام لکھہ دینگے اور قاعدہ
دونو سے مخفی نہین ہی کہ یہہ الفاظ جو لفافہ کیواسطے موافق مرتبہ اعلی اور
ادنی اور مساوی کے فارسی مین مقرر ہین اُردو زبان مین ترجمہ اُسکا
کیونکر اور کیا ہوسکتا ہی یعنے بسامی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور شرف
خدمت اور نظر فیض مظہر اور عالی جناب اور حضور فیض گنجور اور شرف
باد اور رقیمہ الوداد اور عریضہ وغیرہ کی عوض مین ہندی کا کون لفظ
قایم کیا جاوے مگر یہہ اگر فارسی کو مٹا کر خواہ مخواہ ہندی لکھا جاتا ہے تو
وہ سب باتین چھوڑکر یون لکھے یہہ خط لکھنو محلہ سعادت گنج مین پہنچکر میرے
صاحب مشفق یا برادر صاحب قبلہ یا برخوردار سعادت نشان فلانے کو
پہنچے اور دوسری طرف صرف اپنا نام امیر علی مقام مین پورے چوتھی
رمضان ۱۲۴۲ سنہ ہجری

قاعدہ

تحریر مین اگر نام کسی پیغمبر کا آوے تو اُس نام

کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ اور اُنکے اصحاب مین اگر ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہون تو رضی اللہ عنہما اور اُس سے زیادہ ہون تو عنہم اور اولیا کے نام ساتھہ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ دوسرے اشخاص کیواسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مرگیا ہو تو مرحوم اور مغفور اور بادشاہ کے حق مین حضرت خلد مکان اور جنت آرام گاہ یا جو لقب بعد مرنے کے اُنکے لئے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان المشایخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز اور والد مرحوم برادر مغفور اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت ظل سبحانی خلد مکان اور ادنی کم مرتبہ کیواسطے مرد ہو تو متوفی جیسے پیرو جولاہہ متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسی ہشیاری متوفیہ اور ہندو اگر رتبہ رکھتا ہو تو اُسکو بھی متوفی لکھنا چاہئے جیسے رام سنگھہ زمیندار متوفی فقط

تیسرا باب خطوط اور رقعات مین

اسمین چار فصلین ہین ❊ **پہلی فصل** مین ہمسرونکے خطوط اور

انکے جواب مین جاننا چاہیئے کہ اس فصل مین چھہ خط اور ایک رقعہ معہ جواب
اور ایک خط غیر جوابی ہے ؛

پہلا خط جواب طلب

مرغ جان کو قفس تن سے رہائی ہوئی لیکن اُس جان جہان سے جدائی
ہوئی ؛ شفیق میرے جسدن سے آپ کلکتہ تشریف لیگئے لکھنو کا شہر میری
آنکھونمین اُجاڑ اور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ھی بیٹھتا ہون
تو جگر مین درد بے اختیار ایسا اُٹھتا ھی کہ بے چین ہوکر اُٹھہ کھڑا ہوتا ہون
اور ٹہلتا ہون تو ناتوانی سے تھرتھرا کر ناچار بیٹھہ جاتا ہون رونگٹا رونگٹا بدن مین نشتر سا
چبھتا ھی اور کلیجہ آٹھہ آٹھہ پہر آگ کے انگارے کیطرح پھکتا ہے کہانا پینا
چھوٹ گیا اور دلکے زخم کا ٹانکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب مین بھی صورت نہین
دکھاتی اب موت بھی مجھسے آنکھہ چراتی ہے دن کو بن پانی کی مچھلی کیطرح
تڑپتا ہون رات کو کروٹین بدل بدل کر کانٹون پر لوٹتا ہون مین تو بہتیرا
اپنے تئین سنبھالون لیکن بقول میان مصحفی صاحب کے دلکو کیا کرون ؛

بیت دلکے دھڑکے کا یہہ عالم ھی کہ بے منت دست ؛ پرزہ ہو ہو کے
گریبان اُڑا جاتا ھی ؛ افسوس کی بات ھی کہ میرے دل کا تو آپکی یاد مین یہہ
حال ھی اور آپنے مجھے ایسا دل سے بھولایا کہ کبھی پیام اور سلام سے
بھی یاد نفرمایا خدا کیواسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمائیے اور خوش
خبری ملاقات کی جلد سنائیے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی بہت

تحفہ لیکر بہجواے کہ جدائی کے رنج سے تارے تو گنتا ہی ہون اب ہر ساعت آپ کی انتظاری مین گہڑی سے دم شماری کیا کرون والسلام ۰۰۰

دوسرا خط اُسکے جواب مین

خواب مین تمنے اگر شکل دکہائی ہوتی ۰ جو بلا جان پہ آئی سو نہ آئی ہوتی ۰ شفیق میرے عنایت نامہ کیا پہنچا کاغذ اُسکا جگر کے زخم کے واسطے کافور تہا اور ہر نقطے پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کے زلف کا عالم تہا سفیدی اُسکے آنکہہ کی سفیدی اور سیاہی پتلی کی سیاہی تہی جس قلم سے یہہ نامہ لکہا گیا گویا سرمے کی سلائی تہی کہ اُسکے ہر لفظ سے آنکہہ روشن ہوگئی اب اپنا حال کیا لکہون جدائی سے بیتاب رہتا ہون اور آٹہہ پہر آپ ہی کی کہانی دل سے کہتا ہون ہڈیان شمع کی طرح جلتی اور مثل موم کے پگہلتی ہین دُبلا اتنا ہوگیا ہون کہ پانی کی لہر کیطرح اپنے آنسو کی دریا مین آپ ہی بہا جاتا ہون ہرچند کہ زندگی کا کچہہ بہروسا نہین ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پہر وہی صحبت اور وہی باتین اور وہی دن رات کی ملاقاتین ہین اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر ہے اور مر گئے تو اپنا فاتحہ خیر ہے گہڑی بہت نفیس اور عمدہ بہیجتا ہون اُسکی سوئی سے آپ ہماری ناتوانی اور سرگردانی سمجہہ لینگے اور بزرگی اُسکے بیمار دلکے پڑرونے خبر دینگے زیادہ سواے اشتیاق ملاقات کے کیا لکہون

تیسرا خط جواب طلب

خانصاحب مشفق مہربان کرمفرما میرے سلامت رہئے بعد سلام اور اشتیاق
ملاقات کے گذارش یہ ہی کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مال پشمینہ کا کئی
دن سے یہان لائین ہین اُس مال مین ایک دوشالہ سفید دوردار سوزن کار
قیمتی بارہ سو روپئے کا بہُت بہلا معلوم ہوا سو روپئے بیعانہ دیکر آٹھہ
دن کے وعدہ پر جاگڑ لیکر زضانی خدمت گار اور پرسن کہار کے ساتھہ خدمت
عالی مین روانہ کیا ہی اگر پسند ہو تو رکہہ لیجے اور اطلاع کیجے کہ باقی قیمت
بہی ادا کر دیجاے نہین تو پہیر بہیجئے کسواسطے کہ بعد آٹھہ دن کے پہیر نا مشکل ہے
زیادہ خیریت

چوتہا خط اُسکے جواب مین

منشی صاحب مخدوم مکرم عنایت فرمائے نیازمندان زاد عنایتہ بعد
سلام اور اشتیاق مواصلت کے التماس یہہ ہے کہ نامہ نامی معہ دوشالہ سفید
دوردار قیمتی بارہ سو روپئے کا پہنچا شکر اس عنایت کا کہان تک بیان کرون
مجہے ایسے دوشالہ کی بہُت دنون سے تلاش تہی فی الحقیقت بہُت ہی تحفہ
تہی اور نیازمند کو نہایت پسند ہوا اپنہوی پندرہ سو روپئے کی پہنچتی تہی
بارہ سو روپئے بابت قیمت دوشالہ کی سوداگر کو دیکر تین سو روپئے کا
رومال اُسکے جوڑ کا خرید کرکے عنایت فرمائے زیادہ نیاز

پانچوان خط جواب طلب

راجہ صاحب عالیقدر قدر افزائے نیازمندان
زاد اشفاقہ شرح اشتیاق ملاقات کیواسطے ایک دفتر چاہئے ناچار اُس سے

درگذر کر کے مطلب عرض کرتا ہون کہ بندہ ناچیز ہر چند کسی بات کی لیاقت نہین رکہتا لیکن سرکار کے مختاری عہدے پر مامور ہو کر دو برس سے حاضر باش کچہری تہا اور تین مرتبہ مقدمہ آپ کا تجویز ثانی کیواسطے ضلع پر بہیجا گیا اور پہر عدالت صدر مین دایر ہوا باری الحمد للہ کہ بندہ کی شرم خدا تعالی نے رکہلی یعنے مقدمہ آج تینون حاکم کے اجلاس مین پیش ہو کر ضلع کا فیصلہ منسوخ ہوا اور آپ کی حقمین ڈگری ہوئی حقتعالی مبارک کرے اب ہماری محنت اور جانفشانی کی قدردانی آپ کے ہاتہہ ہی زیادہ کیا عرض کرون

چہٹوان خط اُسکے جواب مین

میر صاحب مجمع الطاف بیکران زاد محبتہ بعد شوق معانقہ جسمانی کہ موجب لذت زندگانی ہے مدعا لکہا جاتا ہی کہ خط آپ کا واسطہ بشیرجی کا پہنچا دلکو نہایت خوشی حاصل ہوئی حقیقت مین ریاست خاندانی ہماری آپ کی محنت اور جانفشانی سے قایم رہ گئی مختاری کیسی ہمنے آپ کو اپنے سے بہتر تجویز کر کے مقدمہ پیروی اور خبر گیری کیواسطے تکلیف دی تہی بالفعل ایک دوشالہ اور رومال اور ایک گہوڑا معہ ساز ہدیہ کے طور پر بہیجا جاتا ہے اگر قبول فرمایئے تو عین مہربانی ہے اور ہم ساری عمر آپ کی خدمت گذاری کیواسطے حاضر ہین زیادہ اشتیاق

ساتوان خط جواب طلب

مولوی صاحب مصدر اشفاق فراوان مظہر

اخلاق بیپا یان زاد عنایته بعد سلام اور تمنا ے ملاقات کے عرض کرتا ہون
کہ بندہ آپ سے رخصت ہوکر فرخ آباد مین پہنچا اور صاحب مجسٹریٹ بہادر
سے ملازمت حاصل کی صاحب ممدوح نے کارگذاری کے پروانے اور نیکنامی
کی چٹھیان ملاحظہ فرماکر اُمیدوار فرمایا ہے کہ جب کوئی عہدہ خالی ہوگا پرورش
تمہاری کی جائیگی بالفعل کوئی عہدہ خالی نہین ہے شاید چندروز کے بعد
کوئی تہانہ داری خالی ہو اُسی اُمید پر اگر فرمائے تو ٹھہرون نہین تو جیسا
ارشاد ہو ویسا عمل مین لاؤن زیادہ کیا تصدیع دون

آٹھوان خط

اُسکے جواب مین

مرزا صاحب سراپا لطف و عنایت زاد
محبتہ بعد ہدیہ سلام مسنون اور اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے واضح رائے
سامی ہو کہ محبت نامہ عین انتظاری مین پہنچا حال مرقومہ دریافت ہوا
بندہ کی راے مین اگر کوئی عہدہ سررشتہ داری خواہ روبکار نویسی کا
خالی ہو تو مضایقہ نہین ہے نہین تو تہانہ داری ہرگز قبول نہ فرمائیگا بیہوکا اور
ننگا رہنا بلکہ بہیک مانگنا بہتر ہی مگر تہانہ داری کی نوکری اُس سے بدتر ہی یہہ عجب
طرحکا عہدہ بیہودہ ہے کہ اگر کوئی واردات اور سانحہ مثل چوری اور
خون وغیرہ کے اپنے تہانہ کے علاقہ مین ہوجائے اور چور اور خونی
گرفتار نہو تو اِدہر تو حکام ناراض اُدہر نارسائی ثابت ہوتی ہی بلکہ
نوکری ہی جاتی ہے تب خواہ مخواہ بیگناہ پر ہی گناہ ثابت کرنا پڑتا ہی

پھر اسطرح کا وبال اپنے سر پر لینا اور تہمت کسی پر رکہہ دینا کسی مذہب
مین جایز نہین ہے آیندہ آپکو اختیار ہے **نوان خط جواب طلب**
حضرت سلامت بندہ آج آپکے خط کے وسیلہ سے لالہ صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوا فی الحقیقت جسقدر ثنا اور صفت اُنکی آپکی زبان
مُبارک سے سُنی تہی اُنکو اُس سے زیادہ پایا مہر ساتہہ نہایت محبت اور
اخلاق سے پیش آئے اور فرمایا کہ مین آپکے کام مین دل و جان سے محنت
کرونگا اگرچہ اُنکی وضعداری دیکہہ کر میرا اطمینان قرار واقعی ہو گیا لیکن
بعضی باتین پہلے سے گوش گذار کر دینا مناسب ہے اور بندہ خود اُسکو کہہ
نہین سکتا اِسصورت مین اگر حضرت فرصت کیوقت خود تشریف لیچلین
اور بندہ بھی ساتہہ چلے تو سب باتین اُسیوقت بخوبی طے ہو سکتی ہین زیادہ
کیا تکلیف دیجاے **دسوان خط اُسکے جواب مین**
بندہ نواز لالہ صاحب کی تعریف آپ جو کچھہ لکہین سو تہوڑی ہے یہہ
شخص خُلق اور مُروت مین اپنا نظیر نہین رکہتا اگرچہ بندے کے حاضر ہونے کی
کچھہ ضرورت نہ تھی اور موصی الیہ آپکے فرمانے سے کبھی باہر اور قاصر نہو نگا لیکن
موافق ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہونگا اور ہمراہ رکاب چلونگا زیادہ نیاز

گیارہوان خط جواب طلب

جناب شاہ صاحب معدن معرفت و حقیقت مخزن شریعت و طریقت زاد

عرفانہ بعد تمہید لوازم نیاز اور مراسم سلام مسنون الاسلام مکلف اوقات
بابرکات ہون کہ آج ایک مجلس مین مذکور تفسیر اور حدیث کا ہوتا تھا
بیان الم کا آگیا اور گفتگو اسبات مین ہوئی کہ مفسرین نے جو ان حروف
کا بیان تفسیرون مین لکھا ہی سو معلوم ہے لیکن معلوم نہین کہ حضرات
صوفیہ اپنے طور پر کیا فرماتے ہین آخر یہہ بات ٹھہری کہ حضرت کو کچھہ اسکے
بیان کی تکلیف دیجائے اسواسطے امیدوار ہون کہ جناب کسی قدر اسکے
بیان مین تکلیف فرمائین تو ہم لوگونکو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گذارش کرون

بارہوان خط اُسکے جواب مین

محب الفقرا محبوب دلہا سلامت سلام تحفہ اسلام فقیر کیطرف سے ہدیہ
پہنچے پھر سوال کا جواب ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یکتائی کا کہ مین
ایک ہون اکیلا سب سے جدا ابتدا کے اول اور آخر مین ہون اور انتہا کے
بہی اول اور آخر مین ہون پھر لام جو اسسے ملا اسکو اگر سیدہا پڑہیے تو الف لام
استغراقی ہی یعنی مرا اس اکیلے پن کا وہی پائے جو سب سے بلکہ آپ اپنے
سے بہی الگ ہوکر مجہی مین ڈوب جائے یا یون بہی کہیے کہ مین ہی کل ہون
بالکل کو احاطہ کئے ہوئے اور اگر الٹا کر پڑہے تو لا ہوتا ہی یعنی مجھہ سوا
کوئی دوسرا موجود نہین ہی اور حرف لام کو اگر لفظ کے طور پر لکہے تو لام لکہنے
مین آتا ہی جسکے بیچ مین وہی الف ہے یہہ اشارہ ہی اسبات کیطرف کہ

کہ احدیت میری سب مین چھپی ہوئی ہے پھر حرف لام کے پڑھنے مین
بھی میم زبان پر آتی ہے اور لکھنے مین بھی میم لکھے جاتی ھی یہہ میم محمدؐ کی
محبوبیت کی ھی یہہ وہ رمز ہے کہ الوہیت کی لام کے باطن مین بھی
میم محمدؐ مخفی ھی اور ظاہر مین بھی ظاہر ہے اسواسطے ظاہر کرکے بہی
لکھا گیا کہ الف لام میم پھر اس الم کو اُلٹا کرکے پڑھے تو ملا ہوا ھی جسکی
معنی بھرے ہوئے کے ہین خلا کے مقابلہ مین جو خالی ہوئی کو کہتے ہین یعنے
اپنے تئین خودی سے خالی کر تو جہان میری خدائی سے بھرا ہوا ھی جو
خلا ملا ہو کر سب مین ملا ہون گو ظاہر مین چھپا ہون لیکن باطن کی آنکھ سے
بڑ ملا ہون اگرچہ فقر اسمین بہت نکتے باریک اور بہی کہتے ہین کہ سمجھنا اُسکا
دشوار ہے کسواسطے کہ شکر جب چکھے تو میٹھا منہہ ہو حرف شکر کے کہنے سے
مزا زبان پر نہین آتا لیکن جتنا بیان ہین آسکتا تہا لکھا گیا والسلام الحمد بس اور
باقی ہوس ﷺ **تیرہوان خط جواب طلب** بلبل ہزار
داستان خوش بیانی طوطی شکرستان سخن و سخندانی سلامت بعد شرح
اشتیاق ملاقات کہ قلم اسکی تقریر اور تحریر سے عاجز ھی التماس کرتا ہون
کہ پہلی تاریخ شوال کو حضرت والد مرحوم مغفور کہ اس جہان فانی سے عالم
جاودانی کو رحلت فرمائی خوشی کا سامان سب سبب ماتم اور عید کا دن میرے
لئے محرم ہو گیا لیکن جو قضا اور قدرت سے کچھہ چارہ نہین ہے چار ناچار صبر کیا

اب جناب عمو صاحب قبلہ کہ سواے اُنکے کوئی دوسرا اپنا سرپر نہین ہے
چاہتے ہین کہ بقرعید کے مہینے مین میرے نکاح سے فراغت ہو جائے ہرچند کہ والد
بزرگوار کے غم والم مین یہہ شادی ماتم سے بدتر معلوم ہوتی ہے مگر چچا صاحب
کے سامنے مجال دم مارنیکی نہین ہے اِس سبب سے مجبور ہوکر راضی ہونا پڑا جو
شریک ہونا آپ کا اس تقریب مین ضرور ہے اسواسطے عرض کرتا ہون
کہ آپ جسطرح ممکن ہو رخصت لیکر بیسوین ذی الحجہ تک تشریف لائے زیادہ کیا
تکلیف دون **چودہوان خط اُسکے جواب مین** مجموعہ
انشاء شیرین زبانی دیباچہ کتاب سخن و معانی زاد حشمتہ قلم بعد تشریح مراتب
اشتیاق اور آرزومندی کے تعزیت کے مضمون سے آنسو بہاتا ہی اور کچہہ
خوشی مین آکر مبارکبادی کا مضمون بہی زبان پر لاتا ہے اسطرح کہ زمانہ مین
خوشی اور غم دونو کا چولی اور دامن کیطرح ساتہہ ہی اور دنیا مین دہوپ اور
چہانو کے طور پر شادی کے ہاتہہ مین ماتم کا ہاتہہ ہے دو پہول ایک ہی
شاخ مین پہولتے ہین ایک دولہا دولہن کے سہرے کے کام آتا ہی دوسرا
میت کے تربت پر چہڑایا جاتا ہے دو موتی ایک سیپ مین پیدا ہوتے ہین
ایک کو بادشاہ کی تاج مین لگاتے ہین دوسرے کو کہرل مین پیسکر دوا مین ملاتے
ہین ایک ہی کافور سے دو شمعین بنتی ہین ایک محفل رقص کے کام آتی ہی
دوسری مُردے کی مزار پر جلائی جاتی چمن مین اگر کلی کہل کہلا کر ہنستی اور خوش

ہوتی تھی شبنم اُسکے ہنسنے پر بے اختیار روتی تھی جس باغ مین خزان ہو وہان
بہار بھی تھی بادام کی پوست اور مغز کو دیکھیے کہ سختی اور نرمی ایک ہی جگہ بہ نمود
اور برف کو سوچیے تو گرمی اور سردی اُسکے ساتھہ ہی موجود ہے سرخی اور
زردی گُل رعنا کی دلیل ہے اس بات پر کہ عالم مین جب تک بنی آدم ہین خزان
اور بہار دونو باہم ہین تقدیر نے اگر صبح کو لباس سفید خوشی کا پہنایا تو شام
کیواسطے جامہ سیاہ ماتمی بنایا حاصل یہہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا عین عید
کے دن انتقال فرمانا گویا اسی گردش لیل ونہار کا تماشا دکہانا تہا اس غم نے
جتنا رلایا تہا اُتنا ہی آپ کی شادی نے ہنسایا اس انسون مین آسمان جو ماتمی
لباس پہنے ہوئے نظر آیا تو شفق کی سرخی نے وہین خوشی کا رنگ بھی دکہایا
رنج مین پہلے دو ہتڑ جو منہہ پہ مارا تو پھر خوشی مین وہین دونو ہاتھہ اٹھا کر
یون دُعا مانگی کہ خدا اُس مرحوم کو جنت نصیب کرے اور آپ سلامت رہین
اور یہہ شادی مبارک ہو بندہ بھی اداے رسم فاتحہ خوانی اور شرکت محفل
شادمانی کیواسطے ضرور حاضر ہوگا زیادہ والسلام

پندرہوان خط غیر جوابی

شفیق میرے سلمہ بعد سلام کے واضح ہو کہ بعضے دوستون کے
بیان سے دریافت ہوا کہ آپ کلکتے کے قریب مین اگر ایک عورت کے حسن و
جمال کی صرف تعریف ہی سُنکر ایسے شیفتہ اور فریفتہ ہو گئے کہ گہر بار سب
یکبارگی بھلا دیا اور تمام عزیزونکی محبت سے دل اٹھا لیا اب دس ہزار روپے

معاملہ نکاح کا ٹھہرا ہی اسمین پانچہزار روپے کا تو اپنا اسباب بیچا اور پانچہزار
روپے قرض کیا چاہتے ہین اگرچہ حجاب کے سبب سے مجھے آپ نے کچھہ نہین
لکھا مگر انہین دوستون کے اظہار سے یہہ دریافت ہوا کہ اسمین میری بھی
اجازت چاہتے ہین بہت تعجب ہوا کہ اول تو سنی سنائی بات کا اعتبار ہی کیا
دوسری آپ ایسا آدمی جو عورت کے دام مین آجائے تو اورونکا خدا حافظ اب
مین ایسے امر مین کیا عرض کرون اور اجازت کیا لکھون ❊

دوسری فصل مین بڑونکے نام کے خطوط ہین

انکی تفصیل پانچ خط جواب طلب اور پانچ خط انکے جواب ہین اور ایک خط
غیر جوابی ہے

پہلا خط جواب طلب

قبلہ حقیقی و کعبہ تحقیقی دام ظلہم بعد ادا کرنے تسلیمات اور آداب و بندگی کے عرض کرتا
ہی کہ جناب کی بیکاری اور زیر باری کا حال سُنکر طبیعت کو نہایت قلق
اور اضطراب ہوتا ہی بالفعل اس کچہری مین کوئی سبیل نوکری کی
نظر نہین آتی مگر جناب ولیم جکس صاحب بہادر کہ عدالت صدر دیوانی مین
حاکم بالاستقلال مقرر ہوئے ہین اور جناب ہنری ینگ مارگمکن صاحب بہادر
کہ ضلع جونپور مین صاحب جج ہین فدوی پر ہمیشہ سے نظر تفضلات رکھتے
ہین اگر کہین بہی کوئی جگہہ خالی ہوگی تو آپ کی پرورش فرمائینگے اس لئے
گذارش ہی کہ اگر آپ کی مرضی ہے تو عرضی اپنی بہیجدین جو دن آپکی اجازت کی

عرضی نہین بہیج سکتا کہ مبادا وہان سے طلب کا حکم صادر ہو اور آپ قصد نہ فرماوین تو کمترین کو شرمندگی حاصل ہوگی زیادہ حد ادب ؎ ؎ ؎

دوسرا خط اُسکے جواب مین عزیز از جان سعادت و اقبال نشان

ادام عمرہ بعد دعا اور تمناے دیدار کے واضح ہو کہ مکتوب بہجت اسلوب پہنچا حال معلوم ہوا جو ہماری بیکاری کا حال تمہین اچھی طرح دریافت ہی اس صورت مین اگر کلکتہ خواہ جونپور سے موافق تمہارے لکھنے کے ہماری طلبی ہوگی تو ہمکو جانے مین کچہہ عذر نہوگا لازم ہے کہ عرضیان اگر بھیجا چاہتے ہو تو جلد بھیجو اور جواب آنیکے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا **تیسرا خط جواب طلب** قبلہ صوری و معنوی اور کعبہ دینی اور دنیوی مدظلہ العالی قلم ارادت رقم آداب کی راہ کو سر کے بل طے کرکے عرض کرتا ہی کہ مدت سے آرزو ہی کہ سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین کوئی تعلقہ خرید کرکے وہان بھی کچہہ ریاست پیدا کیجئے اسواسطے ہنڈوی پچاس ہزار روپے کی ساہ بہاری لعل گوبند لعل مہاجنونکی کوٹھی سے لالہ کنور سین پیر مل کے نام اس عریضہ کے ساتھہ روانہ کرکے امیدوار ہون کہ کوئی تعلقہ کہ جسمین منافع خاطر خواہ ہو اور مول مناسب ملے تو فدوی کے نام سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہو جسطرح خانصاحب فیاض زمان دام اقبالہ نے ماندا نیلام مین خرید فرمایا اور روپیا بابت خرچ ہوا مختارون نے حلوا مانڈا

چکہا لیکن ہانڈا ہاتہہ نہ آیا احتیاط اُسکی ضرور ھی کہ نفع کی امید پر نقصان نہو زیادہ اقبال آپ کا ہمیشہ رہے

چوتہا خط اُسکے جواب مین

برادر بجان برابر فرخندہ اختر سلمہ اللہ تعالی بعد دعاے درازی عمر و حیات اور ترقی درجات کے واضح ہو کہ مکتوب مرغوب معہ سنڈ دی تعلق پچاس ہزار روپیہ کی پہنچا تعلقہ خریدنے کو جو تمنے لکہا سو اس عملداری کی ریاست کا کیا کہنا ھی مگر مشکل یہہ ھی کہ اوّل تو بروقت اور سر دست کوئی تعلقہ لاکہہ پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کا ہاتہہ نہین آتا دوسرے اکثر عدالت کے معاملات مین نقصان اور ہرج ہوتا ہے پہر وہی مثل ٹہرتی ہے کہ نماز چہڑانے گئے روزے گلے پڑے اس صورت مین اگر ریاست پیدا کرنی منظور ہے تو متفرق خریدنا بہتر ہے اندنون تین تعلقہ نان پارہ دوس ہزار روپیہ پر بکتا ہے اگرچہ نفع اسمین کم ھی لیکن زمینداری کا ایک پارۂ نان بہی غنیمت ہے اسواسطے نان پارۂ اب خرید کرتا ہون بعد اُسکے دوسرے تعلقہ کی بہی فکر کرونگا خاطر جمع رکہو زیادہ خیریت

پانچوان خط جواب طلب

قبلہ حاجات اور کعبہ مرادات دام افضالہ در دولت پر سجدہ عبودیت کا ادا کرکے عرض کرتا ھی کہ ربیع الاوّل کی بارہوین تاریخ کو مجلس مولود شریف کی خود مولوی صاحب کے مکان مین ہوئی اسقدر ہجوم آدمیونکا تہا کہ بدن سے بدن چہلتا تہا اور دو مکان کے صحن اور دالان اور سہ دریان اور کوٹہونکی چہتین آدمیون

سے بھرین تھین اور پہاڑ تک سے لیکر سڑک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے پانچہزار آدمی سے زیادہ ہونگے کم نہ تھے ادہر کا آدمی اُدہر جا نہ سکتا تہا کمترین بھی اُس مجلس کا مشتاق تہا فی الحقیقت عجیب تاثیر نظر آئی کہ شروع کتاب سے خاتمہ تک لوگ ہر طرف نیم بسمل کیطرح تڑپتے تے مسلمانون کا کیا مذکور ہے کہ ہندو بھی کوٹھے پر سے گرے پڑتے تھے فدوی کو شام تک ہوش نہین تہا اور تمام رات وہی سماں آنکھونمین سمایا رہا اگرچہ یہہ مجلس دو مہینے تک تمام شہر مین جابجا ہر روز ہوتی ہے لیکن اس مجلس مین کچھہ قبولیت کا اثر ہی دوسرا نظر آیا اب فدوی کی آرزو یہہ ہے کہ مولوی صاحب کی خدمت مین اکثر حاضر رہا کرون اسواسطے اُمیدوار ہون کہ اگر حضور کا دستخطی عنایت نامہ پاؤن تو اس وسیلے انکی خدمت مین جاؤن زیادہ سوا آرزو قدمبوسی کی اور کیا لکھون

چھٹوان خط اُسکے جواب مین

برخوردار نور چشم لخت جگر زاد علمہ بعد دعوات مزید حیات اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پہنچا خدا کا شکر کہ دل تمہارا معرفت کے نور سے روشن ہوا اور کیفیت کا مزا ملا سچ ہی کہ یہہ مجلس مقبول اور منظور اور مولوی صاحب کی بیان بے شبہہ تاثیر ہی جس شہر مین اُنکے جانیکا اتفاق ہوا کرتا ہے اسیطرح مجلسونکے لوگونکو کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے خط تمہارے مطلب کے پہنچتا ہی اگر کوئی رسالہ مولود شریف کا ملے تو ہمارے

واسطے ڈاک پر روانہ کرو الدعا ۞

ساتوان خط جواب طلب

پیر مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہم دیدہ عقیدت مین آستانے کی
خاک کا سرمہ لگا کر بعد دعا گذارش کرتا ہون کہ موافق ارشاد حضور کے
ہر روز قرآن مجید کی تلاوت اور درود کی کثرت اور صبح و شام کلمہ کا شغل
اور ہر جمعرات کو حضرت میر صاحب قدس اللہ سرہ کی مزار شریف کی
زیارت کا معمول جاری ہے لیکن اکثر صبح کی نماز قضا ہو جایا کرتی ہے اگرچہ
پڑھ لیا کرتا ہون مگر جو حق نماز پڑھنے کا ہے اچھی طرح ادا نہین ہو سکتا
امیدوار دعا کا ہون زیادہ آرزوے قدمبوسی کے سوا کیا عرض کرون

آٹھوان خط اسکے جواب مین

ثمرہ گلشن ثروت وارجمندی سرو چمن حشمت و سربلندی زاد حشمتہ
بعد دعاے ترقی دولت ایمان اور حفظ و سلامتی جان کے معلوم ہو کہ رقیمہ
محبت شمیمہ پہنچا عزیز میرے بندہ کو اپنے مولی کی بندگی چاہیے جس حال
مین ہو اور جسطرح ہو سکے قبول کرنا اور نہ کرنا اسکا کام ہے خصوصا نماز کہ ؛
بیت روز محشر کہ جان گداز بود ؛ اولین پرسش نماز بود ؛ قیامت کے
دن پہلے نماز ہی پوچھی جاویگی عزیز میرے نماز مین چار چیزین ایسی ہین کہ انمین
سے ایک ایک چیز ہر مخلوق کیواسطے عبادت ٹھہرائی گئی پہلی قیام ہے
یعنی اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھ کے کھڑے رہنا سو یہہ عبادت پہاڑ

اور دیوار اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ کے واسطے کہ خالق کی راہ
مین ایک سناٹا کہینچے ہوے ہاتہہ باندہے کہڑے رہتے ہین دوسری رکوع یعنے
حقتعالی کے روبرو نہایت عاجزی سے جہک جانا کہ یہہ عبادت چارپایونکی
طرح جانورونکو ملی جیسے گہوڑا اور گائی اور بیل اور شیر اور بکری یہہ سب ہر
وقت اسکے حضور مین جہکے رہتے ہین تیسری سجدہ اور یہہ خدمت تمام حشرات
الارض کے لئے مقرر ہوئی کہ سانپ اور بچہو اور چیونٹی سب اسکی راہ مین سجدہ
کرتے اور سر ٹیکے ہوئے چلتے ہین چوتہی قعود یعنے اسکی دربار مین مودب ہوکر
سر جہکا کر دوزانو بیٹہنا یہہ عبادت دو پاؤنکے جانورونکو عنایت ہوئی کہ کبوتر
اور فاختہ اور بلبل اسی انداز سے بیٹہتے ہین پہر انسان جو سب مین اشرف المخلوقات
اور خدمتی خاص تہا جو عبادت مین کہ اور مخلوقات کو جدا جدا ملی تہین اسکو
سب ملاکر عنایت ہوئین کہ نماز مین یہہ سب باتین ادا کیا کرین بہت عزت
کی بات ہی کہ حیوان اور درخت اور پتہر تو سب اپنی اپنی خدمت بجالاوین
اور انسان باوجود ایسی خصوصیت کے پانچ وقت بہی ادا نکر سکے عزیز میرے
عاشقون کے نزدیک نماز معشوق کے نام کو مشق کرنا ہی بس
کہڑا ہونا الف ہی اور جہکنا لام اور پہر کہڑا ہونا دوسرا الف اور سجدہ کی
صورت بنی ہے نام اللہ کا اللہ بس اور باقی ہوس ایک دعا بہی جاتی ہی رات
کو پڑہ کر سو رہا کرو اللہ چاہے گا تو صبح کی نماز کبہی قضا نہوگی زیادہ سعادت

نوان خط عرضی جواب طلب

ازلی نصیب رہے

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ اندنون فدوی کو اپنے بہائی کی شادی
مین گہر جانا بہت ضرور ہی اور وطن فدوی کا شاہ اودہ کے ملک مین یہان
سے بیس منزل ہی اس صورت مین امیدوار فضل اور کرم کا ہون کہ سوائے
تعطیل محرم کی رخصت دو مہینے کی بندگان حضور سے مرحمت ہو کہ اس
عرصہ مین بہائی کی شادی سے فراغت حاصل کر کے پہر حضور مین حاضر
ہون وجب تہا عرض کیا آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

دسوان خط پروانہ ہی اُسکے جواب مین

فضیلت و کمالات دستگاہ مولوی ہدایت اللہ سررشتہ دار عدالت دیوانی
مورد مراحم رہو عرضی تمہاری معروضہ پہلی ستمبر سنہ ۱۸۴۸ ع کی دو مہینے کی
رخصت کی استدعا مین آج ملاحظہ سے گذری جو رخصت تمہاری منظور
ہوئی اسواسطے لکہا جاتا ہی کہ تم اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے اندر
میعاد رخصت کے حضور مین حاضر ہو فقط المرقوم دوسری ماہ ستمبر سنہ ۱۸۴۸ ع

گیارہوان خط غیر جوابی

نوابصاحب قدردان عالی مراتب والاشان فیاض زمان دام فیوضہم
کمترین امیر حسین اخبار نویس بعد تسلیم اور آرزوے ملازمت عرض کرتا ہے
کہ کل تک کا جو حال تہا کل کے عریضہ سے دریافت ہوا ہوگا آج اعادہ ما

سے بیاہ کی شہر میں دہوم اور تماشائیوں کا چارون طرف ہجوم تھی گیارہ بجے
رات کو برات جو نکلی تو اُس ہنگامہ کا بیان تحریر اور تقریر مین نہین آسکتا
بڑی برات کی دہوم دہام اور خلقت کا اژدہام اور روشنی کی طیاری
آرایش کی گلکاری ہر کوچہ ایک نمونۂ باغ گلبن گیا تہا ایک ایک تخت پر
کاغذ اور ابرک کے پہول کترے ہوئے اور طرح طرح کے درخت اور
رنگ رنگ کے گل بوٹے اور چمن مین قسم قسم کے پہول پہولے فصل بے
فصل کے کچے پکے میوے تر و خشک پہلے ہوئے مزدور اپنے سرون پر لیے
پہرتے تہے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کلیان ابہی کہلا چاہتی ہین اور چڑیان ڈالیون
سے اُڑا چاہتی ہین عجب طلسمات کا عالم تہا کہ باغ اور چمن تو ایک ہی
جگہہ قایم رہتا ہی یہہ چلتے پہرتی پہلواری کہ راستے کو گلزار تماشا بنائے اور
بہشت کی بہار کو بہی راستہ بتائے کبہی دیکہنے اور سننے مین نہین آئی فارسی
مین گرچہ گلگشت سیر کو کہتے ہین لیکن گلگشت اگر اس آرایش کا نام کہا جائے
تو لایق ہے گویا بہار خود برات کے ساتہہ گلگشت کو نکلی ہے دورویہ ہزارون
پنج شاخونکی کو سون تک قطار جسکی روشنی نے ہر طرف رات
کو دن بنا دیا ہر پنج شاخے نے آفتاب سے پنجہ کر کے ید بیضا کا اعجاز
دکہا دیا قدم قدم پر آتشبازی چہوٹتی ہوئی دولہن کے دروازے تک
پہنچے وہان ایک نقارہ خانہ سہرا و پہلا گنگا جمنی جڑا و اُس تکلف کے ساتہہ

طیار تھا گویا نقارخانہ چین کا تھا اُسکے سامنے آتشبازی چھوٹنے لگی
انار کے بہار کا کیا بیان کیجئے کہ اُسکے سوا آگ کے درخت کو پھولتے
پھلتے نہیں دیکھا تھی پھر موتیونکا جھڑنا اُسی طرح تھی پھلجھڑی سے
پھولون کا جھڑنا ہاتھیونکا لڑنا اور ہوائی کا ہو کے ساتھہ آسمان پر جانا
اور وہان سے زمین تک تارے چھٹکانا اور چرخی کا چرخ کھاکر زمین پر
سورج کی صورت بن جانا مور کا ناچنا مہتاب سے چاندنی کا شرانا
بس خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا تھا چادر چھوٹنے سے جو ستارے
زمین پر چھٹکے تو یہہ تمیز نہیں ہوتی تھی کہ سڑک تھی یا کہکشان اور قلعہ
کی چھوٹنے سے بعد روشنی کے جو بار کی ہوئی تو نہیں سمجھا جاتا ہوا
تھی یا آسمان غرض اس تجمل کے ساتھہ جو براتی ایک مکان عالیشان
مین ٹھہرے اور مجلس آراستہ ہوئی غل ہوا کہ خاصہ منگاؤ اور کھانا لاؤ بس
حکم ہی کی دیر تھی بڑے بڑے دسترخوان سفید محمودی اور چندیری کے
بچھ گئے ستھرے ستھرے مخمل اور کمخواب اور بانات کے زیرانداز اور بہتر سے
بہتر چلمچی آفتابے ہاتھہ دہولانے کے حاضر ہوئے اور کھانا آنا شروع ہوا شیرمال
باقرخوانی گاؤدیدہ گاؤزبان نان قطیری نان تنک پھلکا چپاتی پراٹھے
شامی کباب خطائی کباب نور کباب نرگسی کباب کوفتے پسندے بہنی
ٹکی مرغ مسلم تلی اور بمش قلیہ قورما شش رنگہ یخنی پلاؤ قورما پلاؤ زعفر

متنجن زربریانی دست پیچ نورمحلی یاقوتی شیربرنج یخ دربہشت حلوا
فالودہ کھلاتی ورقی سنبوسی قاچی حریرہ ہریسہ گلتھی مربا اچار چٹنی
قسم قسم کے کہانے چُن دیئے گئے جنکے بیان سے قلم کے مُنھہ مین پانی بھرآئے
اور حلاوت اُسکے لذت کی قسم کھاے لوزیات کا مزا یاد کرکے لوگ دانتون سے
اپنی زبان کاٹتے ہین اور شیربرنج کی شیرینی سے انگلیان چاٹتے ہین بس
کھانے کے بعد ناچ کی طیاری ہوئی ہر ایک پری سرمہ کاجل مسّی لگا اور
مانگ چوٹی سنوار سنگہار سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاک
بنی ہوئی سوہے گلنار گلابی بسنتی دہانی سبزکاہی ماشی زنگاری فلفلی
قرنفلی کشمشی عنابی عباسی کپاسی پستئی زعفرانی اودہ نافرمانی سوسنی
کاسنی کافوری شربتی صندلی اگرئی سرمئی ملاگیری آبی کاکریزی
سرمئی بینجنی پیازی فاختئی نارنجی سنہری پشوازین دامن در دامن موتی
ٹنکے ٹکانے اور دوپٹے رنگ برنگ انچل پلو گوٹہ ٹھپہ لچکا لہر گوکھرو بنت
ور کرن سے سجی سجائے اور مشروع گلبدن کمخواب اطلس زری زربفت تامی
کے پایجامے مغرق مصالحہ دار پہنے ہو اور طرح طرح کے زیور جڑاو مرصع
کار بالی بالیان بندی سبزی پتی جھمکی بجلی پچلڑی ست لڑی دہکدہکی جگنو
چنپاکلی موتی مالا موہن مالا نورتن نونگی جوشن بازو بند انگہوٹھی چھلے
آرسی پری بند علی بند ٹیکا پہونچی جہانگیری چوہی دنتی توڑے پازیب

گھنگرو چھڑی سے آراستہ اور لدی ہوی ہین اور جواہرات قیمتی ہیرا
الماس پکھراج نیلم فیروزہ یاقوت زمرد لہسنیا لعل اور موتیون مین
ملی ہوئین فوج کی فوج ایک جھمکڑے کے ساتھہ جو آگئین تو واہ جی واہ صحن
دالان تمام مکان راجہ اندر کا اکھاڑہ بن گیا سازندے سازونکی ٹہاٹہہ پردے
ٹھیک ٹہاک کر دے ساتھہ دینے کو کھڑی ہوگئی دہریت کی الاپ
پکھاوج کی تھاپ سارنگی کا ملاپ طنبورکی بہنک لیلی کی کمک گٹکڑی کی
کسک راگ کا رنگ ترانہ کا ترنگ سرونکی ملاوٹ ٹٹ کی کہاوٹ کھرج
کی تان اُلچ کی اُٹھاون منجیرونکی پکار گھنگرو کی جھنکار گلے کی نرمی آواز
کی گرمی دریا ہونکی صفائی نگاہونکی رکھائی پشواز کا چکر دامن کی ٹھوکر
کمر کی توڑی گردن کی ڈوری تال پر جانا سم پر آنا گویا ہر تان کے
ساتھہ جی اور جان کا آنا اور جانا تھا ہٹی اور ٹھہری اور خیال کو کون
خیال مین لاتا تہا وہان تو ہر معشوق چھہ راگ چھتیس راگنی کو بھی چٹکیون
پر اُڑاتا تہا نکیا اور بار بد جو وہان ہوتے تو کان پر ہاتھہ دہرتے اور
میان تان سین اور بیجو باورے جو زندہ ہوتے تو آج مرتے رات بہر تو راگ
رنگ مین گذری صبح ہوتے جو حلقہ کے حلقہ نے صف باندہ کر گانا شروع
کیا میرا اچھا بنا بیاہنے آیو رے بس تمام مجلس محو تھی اور کسطرح نگاہ نہ ٹہرتی
تھی وہ نور ظہور کا وقت اور یہہ رات کے جاگے ہوئی حورین مل گئی پوشاکین

بکھرے ہوئے بال گورے گورے گال نیم خواب سرمہ آلود انکھون مین
سرخ سرخ ڈورے بار بار کی انگڑائی پر انگڑائی کا عالم دیکھہ کر صبح آفتاب
تہا اور صبح کا گریبان نوشہ کے سر پر کُملائے ہوے پہولونکا سہرا اور اُسکی
بھینی بھینی خوشبو گل مُدعا تہا اور نسیم سحر کا دامان پہر دن چڑہے برات رخصت
ہوئی روپے اشرفیان موتی محافہ پر لٹاتے ہوے اسی دہوم سے گہر مین
آئے موافق ارشاد عالی کے حال شادی کا مفصل عرض کیا گیا والتسلیم

فصل تیسری

ہرچند قرینہ یہہ چاہتا تہا کہ جیسے دوسری فصل مین چہوٹونکی طرف سے
خطوط بڑونکے نام اور اُسکے جواب لکہے گئے اُسیطرح اس فصل مین بڑونکی طرف سے
خطوط چہوٹونکے نام اور جواب اسکے لکہے جائین لیکن اُن خطوط سے جو
دوسری فصل مین لکہے گئے لکہنے کا طور معلوم ہو گیا اسواسطے لکہنا ایسے
خطونکا اس فصل مین محض بیفائدہ جانکے بعضے رقعات متفرقہ لکہے جاتے ہین

فائدہ جب یہہ بات معلوم ہو گئی کہ اُردو فارسی اور عربی اور ترکی
اور ہندی سے مرکب ہے تو اب اسبات کا ارادہ کرنا کہ اردو کی تحریر اور
تقریر ایسی کی جائے کہ اسمین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے محض بیفائدہ
ہے بلکہ ایسی صورت مین بولنا مشکل ہو جائے کسواسطے کہ بہت سے الفاظ
ایسے ہین کہ اُردو مین زبانزد مستعمل ہین مثلاً خُدا اور رسول پیغمبر بولتے ہین اگر کوئی

جاتے ہے کہ کوئی لفظ ہندی تلاش کرکے بولے تو شاید زبان بہا کہا ہوگی پس
خدا کو بہگوان اور شمع کو دیپک اور چراغ کو دیا اور صندل کو چندن
اور سر کو کپار بولنے لگے تو ایسی تکلفات سے اُردو جسکا نام ہی وہ اُردو
نہین باقی رہتی ہے اِندنون سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین جو تحریر
اُردو کی جاری ہوئی بعضے لوگ خواہ مخواہ بہی اپنی قابلیت دِکھانیکو ترجمہ
پر غش کرتے ہین جیسے لایق اور قابل کا ترجمہ جوگا لکہدیا کرتے ہین یعنے
جسجگہہ لکہنا ہوتا ہے کہ اِس کچہری کے قابل یا لایق نہین ہے وہان لکہدیا
کرتے ہین کہ اِس کچہری جوگا نہین ہے مگر یہہ سرزنش اور کوشش انکی محض
بیفایدہ اور رایکان ہی کسواسطے کہ پہر آخر مقدمہ کو مقدمہ اور مدعی مدعاعلیہ
کو مدعی مدعاعلیہ اور حاکم کو حاکم ہی لکہنا پڑتا ہے اور بہت سے الفاظ ایسے ہین
کہ چار ناچار وہی لکہتے ہین اور ہندی اُسکی نہین بنا سکتے جیسے شُبہے دعوی
اور وجہہ ثبوت اور بناے مخاصمت اور منشاے دعوی اور مثل اسکے حاصل
یہہ کہ نباہ ایسی بات کا بہت مشکل ہے مگر ہان اگر کوئی رقعہ فکر و تلاش
سے ایسا لکہا جائے جسمین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے تو وہ
صنعت مین داخل ہی اگرچہ فارسی اور عربی نہونیکے سبب سے اسکی
اُردو کو بہت خوب نکہین گے چنانچہ یہہ رقعہ کہ جسمین ہندی
کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی نہین ہے

بھائی میرے جیتے رہو جب سے تم گھر سدھارے میرا جی بہت بے چین
رہتا ہے ڈیوڑھی مین اکیلا اُداس بیٹھا رہتا ہون مین تو بہتیرا چاہتا ہون
کہ یہان سے کہین اور چلا جاؤن پر کیا کرون یہی سوچ رہتا ہے کہ جاؤن
تو کہان جاؤن اور رہون تو جی نہین مانتا ہی اور گھر سے نکلا چاہتا ہون تو
پانون کہان پاؤن یہہ بڑا اندھیر ہے کہ تمھین نہ دیکھون اور جیتا رہون اب
مجھے اپنے جینے کا آسرا نہین ہی آگے اسکے کیا لکھون

رقعہ جسمین ہندی اور فارسی کے سوا عربی کا کوئی لفظ نہین ہے

مہربان میرے خوش رہئے نامہ آپ کا پہنچا دل کو خوشی اور شادمانی
ہوئی گڑگڑی اور چلم سرپوش نقرئی اور نیچہ جو آپنے مانگا ہی یہان کے
بازار اور چوک مین ہرچند تلاش کرتا پھرا مگر دستیاب نہوا خدا نے
چاہا تو ایک مہینے مین سب چیزین فرمایشی بنوا کر روانہ کرونگا آگے نیاز

رقعہ جسمین ہندی اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہین ہے

مشفق میرے سلامت رہیے مکتوب مرغوب پہنچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا حق کو
سب طرح صلح اور تصفیہ منظور ہے مدعی چاہے یون معاملہ کرے چاہے ثالثی مقرر کرے
مجھے حضرت کے ارشاد سے عذر مطلق و انکار نہین ہے والسلام

فائدہ

فارسی کے بعضے انشاؤن مین اکثر رقعے صنعت کے ایسے دیکھنے مین آئے ہین
جسے لڑکون کی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے رقعون مین [illegible] آنے نہین دیتے

الف بعضے مین بے یا کوئی اور حرف نہین ہوتا اور مثل اسکے اور بہی صنعتین
کرتے ہین سو اگر کوئی ارادہ کرے یہہ بات تو اردو مین بھی ہو سکتی ھی جیسے

یہہ رقعہ الف سے خالی ھی

بندہ پرور جسدن سے ہم لکہنو پہنچے دہلی کی کچھے خبر معلوم نہین ہوتی
طبیعت ہر وقت ہر لحظہ متعلق رہتی ہے دوستونکی محبت بزرگونکی شفقت
کسی وقت نہین بہولتے دیکہیے یہہ سفر کی تکلیف کب تک ھی جس مطلب کے
لئے گھر سے نکلے معلوم نہین کب ہو وطن کب تک پہنچین عینک سبز بہت تحفہ
حضرت کے لئے خریدی ھی پیچہے سے کسی معتمد کی معرفت پہنچیگی فقط

رقعہ جسمین بے کا حرف نہین آیا

کرمفرما میرے سلامت رہئے عنایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھہ آیا
فراز فرمایا انگوٹھیان ہیرا اور فیروزے کی اور چہلے اور موتی مالا نہایت
تحفہ اور نفیس جو عنایت ہوے یہان کے جوہریونکو دیکہایا ہر ایک نے دیکھکے
تعریف کی اور کہا کہ ایسا مال ہماری دکان مین نہین ہے دلی خواہ لکہنو سے
منگا سکتے ہین اور موتی مالے کو نہایت تحفہ اور قیمتی ظاہر کرتے ہین

رقعہ جسکے کسی لفظ کے پڑہنے مین مونٹھہ سے ہونٹھہ نہین ملتا

سعادت نشان عزیز از جان زاد قدرہ تعطیل کے دن نزدیک آئے اور
روانگی کا عرصہ قلیل رہگیا اسواسطے گھوڑے اور رتھہ گاڑی آگے سے جانا

کی جاتی ہے فقیر شوال کی اکیسوین تاریخ آدہی رات کو آگرہ سے سوار ہوکر اٹھوین دن وہان داخل ہوگا اطلاع کیواسطے لکھا ہے ٭

رقعہ جسکے ہر کلمہ مین سولے حروف رابطہ کے کہ جزو کلمہ کے حساب مین ہونٹھ سے ہونٹھ ملتا ہے

میر صاحب مخدوم مکرم معظم مدمجدکم بعد تسلیم و تمنائے ملازمت ملاحظہ فرمائے نامہ نامی مکتوب گرامی پہنچا مجھے بہت مسرور فرمایا مراد میری بر آئی قبائے جامہ وار معہ رومال محرمانی مطلوبہ آپ کا آپ کے پاس پیشتر بھیجا اپنی پسند ناپسند قلمی فرمائی صنعت منقوط کہ سب حرف نقطہ دار ہون اور یہہ فارسی اور عربی مین بہت مشکل ہے تو ہندی مین زیادہ تر دشوار ہے کوئی ایک آدہ فقرہ بڑی تلاش سے ملتا بھی اور ایسی صنعتون مین معنے بہت تکلف کے ساتھہ پیدا ہوتے ہین رقعہ شفیقی شیخ فیض بخش چشتی نے جتنے تخت لیشب بخشی جی نے بنے بنے تخت چن چن بھیجے جب تین تخت بچے تب نہ بھیجے

رقعہ غیر منقوط

دل آگاہ ملک امراللہ سلمہ ملا محمود علامہ عصر اور عامل کامل کو ہمارا سلام کہہ کر سو درم دو اور اسکا وصول لکھا کر مطلع کرو اور ہمارا حال کہہ کر کہو کہ مددگار ہو کر دو دعا دو کہ دل کا مدعا حاصل ہو

ایک حرف منقوط ایک غیر منقوط حضرت میرے ابھی سُنا ھی کہ تُم فوج کے مقابل چلے سب کے سب آپ کی وضع پر بہت ہنسے کپڑے رنگے خوب کیا شاباش کیا بات ھی کیا خلق سب آپ کے مقابل ہے فقط آثم شہید ایک لفظ منقوط ایک غیر منقوط شفیق والا بخت مُعلی تخت سلمہ شیخ محمد بخش سوداگر جتنے مال اگر بیچین کل چیزین لو بیٹ لکھدو جب دام بٹے مال تب لو فقط رقعہ جسمین سب نقطے نیچے ہین برادر صاحب مکرمی مدمجدہ میر سید علی صاحب الہ بادی سے اور مجھ سے بڑی راہ و رسم بیکاری کے سبب سے گھبرا کر آپ کے پاس چلے گئے اسواسطے مجھے یہہ اُمید ھی کہ جسطرح ہوسکے آپ میر صاحب ممدوح کی کسیی جگہہ سعی کرکے کوئی کام دلائے

رقعہ جسمین سب نقطے اوپر ہین

مخدوم دوستان سلامت نوازشنامہ حضرت کا نازل ہوا تحفہ اتنا عشریہ موافق ارشاد ملازمان ارسال کرتا ہون اور سکندر نامہ خوشخط نملا اگر ملتا تو ضرور روانہ کرتا تھوڑا سا عطر حنا اگر ممکن ہو تو مرحمت ہو رقعہ نظم اور نثر دونو مین پڑھا جاتا ہے جہان اہل نیاز بندہ نواز تبعد تعظیم اور عجز و نیاز یہہ گذارش ہے آپ سے کہ دُعا آپ کے حق مین رات دن کرنا اور ہمیشہ فراق مین مرنا دل کو ہر وقت مضطرب کرنا تاب تلک آنا نزدیک

دن جو قضا آئی تو بندہ بیگناہ مر جائیگا اسلئے مطلع کیجئے اور جلدی ہی خبر لیجیے

فصل چوتھی بعضے ضروری قاعدونکے بیان مین پہلا قاعدہ

چھوٹے چھوٹے رقعات اور نصیحتونکے خطوط بعضے لطیفونکے ساتھہ وغیرہ

دستورات **رقعہ** مہربان میرے سلامت رہئے آج مدرسہ مین امتحان ہی اور مین اپنے گہر جا نہین سکتا اسواسطے میرو خدمتگار آپکے پاس پہنچتا ہی آپ میرے مکان مین جاکر دو کتابین جو میرے سرہانے کی طاق مین رکہی ہین اُسی آدمی کے ہاتہہ بہیج دیجئے توقف نہ کیجئے فقط

رقعہ شفیق میرے سلمہ آپ آج ہی مدرسہ مین نہین آئے دو سبق آپکے ناغہ ہو چکے آپکے برابر کے سبق والے حضرت آگے بڑہ گئے اِسواسطے دوستانہ لکہتا ہون کہ آج رات کو بندہ خانہ مین تشریف لاکر دونون سبق جو مجھہ سے یاد کر لیجیئے تو اپنے ساتہونکے برابر ہو جائے فقط

رقعہ میر صاحب مخدوم میرے ہمیشہ رہے عنایت آپکی بعد از سلام اور نیاز کے عرض یہہ ہیکہ بہار دانش آپکی جو بندہ نقل کیواسطے لایا تہا سو پہنچتی ہی رسید اسکی عنایت فرمائے فقط **رقعہ** عزیز میرے خیریت سے رہو سکندر نامہ بمبئی کے چھاپے کا جو تمنے مانگا تہا سو ملا تہا نہین آیا لیکن لکہنو کے چہاپے کا بہت صاف اور خوشخط اور صحیح کہ میری دانست مین بمبئی والے سے کہین بہتر ہے ہم پہنچا کر بہیجتا ہون اگر پسند

تو رکہو نہین تو فوراً پہیر بہیجو کہ واپس کر دیا جائے فقط رقعہ
حضرت سلامت اگر کوئی چاقو قلم تراش راجبن کے ہاتھہ کا بہت اچھا
کلکتہ سے آپکے ساتھہ آیا ہو تو بہیدیجئے اور اُسکی قیمت سے مطلع کیجیے اگر
پسند آئیگا تو لونگا نہین تو پہیر دونگا فقط رقعہ عزیز میرے
جیتے رہو بعد دُعا کے معلوم ہو کہ کل تمنے رقعات عالمگیری اور کاغذ
مانگا تہا سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر معہ یکدستہ کاغذ او
بیاض نیزہ قلم اور سیاہی اور شنجرف کے بہیجتا ہون چاہئے کہ نقل لیکر
اصل نسخہ ہمارے پاس بہیجدو فقط رقعہ جناب قبلہ و کعبہ
میرے ہمیشہ رہے سایہ آپکا کمترین آداب و تسلیمات بجالا کر عرض کرتا
ہی کہ آج مدرسہ مین اسبات کی بحث تھی کہ نور چشمی کا لفظ مرد کو بہی
لکہنا درست ہی یا نہین کوئی کہتا تہا کہ مرد اور عورت دونونکو لکہنا درست
ہی کوئی کہتا تہا کہ مرد کو لکہنا جایز نہین ہی جو کسیکے بیان سے خاطر جمعی نہوئی
اسواسطے حضور سے استفسار کرتا ہون کہ حضرت اس امر مین کیا فرماتے ہین

جواب اُسکا

برخوردار نور چشم میرے دراز ہو عمر تمہاری بعد دُعا کے واضح ہو کہ نور چشمی
کے لفظ پر آگے ہی بحث ہو چکی تہی میرزا محمد حسن قتیل کا قول یہہ ہی کہ
مرد کو بہی لکہہ سکتے ہین کسواسطے کہ یے اسمین یاے نسبتی ہی یعنے وہ نور

جو منسوب ھی آنکھ کیطرف خواہ یاے متکلم ھی یعنے میری آنکھ کی روشنی
اور یہہ جو بعضے لوگ اُسکو یاے تانیث کہتے ہین جیسا بیٹا اور بیٹی اور
پوتا پوتی مین سمجھہ کر صرف عورت کیواسطے درست جانتے ہین سو غلط
ھی اور کسی بزرگ کا کلام یہہ ہے کہ نورچشم فارسی کا لفظ ھی یاے متکلم اور یاے
نسبت کی ترکیب اُسکے ساتھہ کیونکر درست ہوگی اُسکا جواب مرزا
قتیل لکہتے ہین کہ عجمیون نے فارسی کے الفاظ مین بہت ہی تصرفات کیے
ہین جیسے مُرغن اور مُلبّبا ور ذوی الخورشیدین وغیرہ پہر یاے متکلّم
خواہ نسبت کی ترکیب مین کیا قباحت لازم آتی ہے اور اگر ایسی ترکیب
نادرست سمجھی جاۓ تو قبلہ گاہی کا لفظ مان کے سوا باپ کو کہنا بھی
درست نہو اور کسی اُستاد کا شعر بھی سند کیطور پر لکہا ہے **بیت**
نوید نورچشمی آفتاب آن صفحہ روزا ٭ مہ نو قبلہ گاہی گو ید آن محراب
ابروراء اور مرزا قتیل کا قول مُدلل معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

خط نصیحت کے طور پر

برادر عزیز سراپا تمیز خوش اور محظوظ اور سب آفتون سے محفوظ رہو
بعد دُعا اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ آدمی وہی عاقل اور ہوشیار
جو اپنے نیک و بد سے خبردار رہے اگر کلفت کے بعد راحت و مصیبت کے
پیچھے مسرت نصیب ہو تو انسان کو لازم ہے کہ عیش و آرام مین

وُہ رنج اور الام بہول نہ جائے ابہی کل کی بات ہی کہ تم نوکری کی تلاش
مین اتنے سرگردان اور پریشان پہرتے تہے جسکا بیان نہین ہوسکتا اب
خدا خدا کرکے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو سنا جاتا ہی کہ ناچ
تماشے مین اوقات ضایع اور سرکار کے کام مین اکثر غفلت کرتے ہو اور جو کوئی
سمجہاتا ہی تو بعضے بعضے ناعاقبت اندیشونکی نظیر دیکر جواب دیتے ہو کہ انکا
کیا حال ہوا جو ہمارے واسطے کچہہ ہوگا یہہ بات عقل کے بہت خلاف ہی بابا زمانہ
بہت نازک ہی دوسرے کی ڈہٹہائی دیکہکر آپ بہی اور ڈہیٹہہ ہوجانا عقلمندون
اور دور اندیشونکا کام نہین ہے اس مقام مین ایک **لطیفہ** برمحل
یاد آگیا کہ ایک باز نے مرغ سے پوچہا کہ تجہے لوگ خوشی سے پالتے ہین ہر وقت
گہر مین دانہ چگتا رہتا ہے اور خوب آسودہ ہوکر کہاتا پیتا ہے پہر اسکا کیا سبب
ہی کہ تجہے جب پکڑتے ہین تو بہاگتا پہرتا ہے اور بیفایدہ گڑگڑاتا اور چلاتا ہی
مجہے دیکہہ کہ جب ہاتہہ سے شکار پر چہوڑتے ہین تو پہر آتا ہون اور شکار کرکے
بجنسہٖ پہنچاتا ہون مرغ نے جواب دیا کہ ہمنے اپنی قوم کو اپنی آنکہہ سے ذبح
ہوجاتے اور انکا کباب بناتے دیکہا ہی اسواسطے بہاگ کر اپنی جان بچاتے
اور شور و فریاد مچاتے ہین لیکن کسی باز کو کبہی ذبح ہوتے اور جان کہوتے
ندیکہا ہی نہ سنا ہی اسصورت مین ہمارا بہاگنا بجا اور تیرا پہر آنا روا ہے
فقط عزیز میرے اپنی عزت اور حرمت اپنے ہاتہہ ہی تمہین اپنی جنس کے

اُنہوں پر قیاس کرکے اچھا کام کرنا چاہئے نا جنہونکے برے کاموں سے
کیا کام اُنکے افعال کی جزا اُنکے لئے اور اپنے اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھہ
ھی ایسا کام مت کرو جو نوکری بھی ہاتھہ سے جائے اور آبرو پر بھی حرف آئے
زیادہ دُعا **ایضاً** شعرا کے پیشوا عُلما کے مُقتدا فقرا کے رہنما
سلامت رہئے نیاز اور عقیدت کے لوازم اور خلوص و ارادت کے
مراسم ادا کرکے گذارش کرتا ہون کہ کمترین اور گھر کے سب چھوٹے
بڑے خیریت سے ہین اور حضرت کی صحت و تندرستی خدا سے چاہتے ہین اِن دنو
اکثر معتبر لوگونکی زبانی سُنا گیا کہ آپ صرف اس خیال سے کہ حیدرآباد مین
شاعرونکی قدر بہت ھی نوکری چھوڑکر حیدرآباد تشریف لیجایا چاہتے ہین
ہرچند کہ آپ کو عقل کی بات سمجھانی گویا لقمان کو حکمت سکھانی ھی لیکن
دانشمندونکا قول سُنتا آتا ہون کہ رزاق مطلق اگر آدھی روٹی عزت و اطمینان کے
ساتھہ دے تو آدمی ساری کیواسطے آبروریزی نکرے اور امیدوار رہے کہ جسنے یہہ
آدھی دی پوری بھی وہی دیگا حضرت کا حاکم قدردان اور آپ پر بہت
مہربان ھی باوجود اِسکے ایسا ارادہ مصلحت کے خلاف ھی میری تو مجال
نہین کہ آپ پر معترض ہوکر معترض ہون لیکن خوف اسبات کا ھی کہ حکیم
کی سی خواب کا حال نہووے **لطیفہ** ایک حکیم نے اپنی
مجلس مین بیان کیا کہ مین نے آج ایک خواب دیکھا ھی کہ آدھا سیتا

آدہا چہوٹا لوگون نے متعجب ہوکر پوچہا کہ وہ کیا خواب ہے کہا کہ مین نے
دیکہا ہی کہ ایک امیر کے معالجہ کیواسطے گیا ہون اُسنے دو توڑے
اشرفیونکے مجہے دئے مین اپنے مونڈہون پر لاد کر اپنے گہر لاتا ہون
اور مونڈے دونو اُسکی بوجہہ سے دُکہنے لگے جب آنکہہ کہلی تب اشرفیون
کے توڑے تو جہنے مونڈے توڑے تہے نپاے لیکن مونڈہونمین درد ابتک
پاتا ہون سو بندہ نواز نوکری چہوڑکر اتنی دور جانا اور سفر دراز کا دُکہہ
اُٹہانا دور اندیشی سے بہت بعید ہی پہر اگر صحبت بر آر آپکے کلام کا کوئی قدردان
اور خریدار نہو تو قدردانی کا خیال خواب پریشان ہوجائیگا اور زرباری
اور شرمساری کے سوا کچہہ ہاتہہ نہ آئیگا آئندہ آپ مختار ہین **ایضاً**
شفیق غمخوار عرضی مین کچہہ کا کچہہ لکہہ گئے اور جواب اُسکا طلب ہوا بارے
فضل الہی سے حاکم منصف کی راے مین وہ قصور عمداً ثابت نہوا اور معاف
کر دیا گیا میرے صاحب انسان کو چاہئے کہ آنکہہ کہول کر بہت دیکہہ بہال کر
کام کیا کرے اور غفلت سے آشنا نہو کہا نہ کہائے کہ آپ کو دکہہ اُٹہانا پڑے
لطیفہ ایک شخص نے کسی طبیب سے کہا کہ میرا پیٹ دکہتا ہی طبیب نے
پوچہا کہ آج کیا کہایا تہا کہا کہ جلی روٹی کہا گیا تہا طبیب نے سرمہ دیا اور کہا
کہ آنکہونکا معالجہ پہلے کرنا چاہئے کیواسطے کہ آنکہہ اچہی ہوتی تو جلی روٹی
نہ کہاتا حاصل یہہ کہ ہر کار کا کام بہت ہوشیاری اور خبرداری سے کیا کیجئے فقط

ایضاً بندہ پرورزاد عنایتہ سلام اور نیاز کے بعد گذارش کرتا ھی کہ
یہ رشتہ داری کا عہدہ آپ کو مبارک اگرچہ فضل الٰہی سے آپ خود عاقل اور
دوراندیش مین کیسے سکہانے پڑہانے کی حاجت نہین ہے لیکن بے تکلفانہ
اور دوستانہ ایک بات مین بھی عرض کرتا ہون کہ اگر حکام کے روبرو عزت
اور آبرو اور مرتبہ بڑہانا منظور ہے تو دل سے فساد کا گہٹانا اور زبان کو جہوٹہہ
سے بچانا چاہئے یہہ **لطیفہ** مشہور ھی کہ لقمان حکیم کا بچپن مین کسی
دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا کہ اسکو ذبح کرکے جو عضو بہتر
جانو ہمارے پاس لاؤ لقمان اسکا دل اور زبان نکالکے لائے دوسرے دن
پھر دوسری بکری دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پھر اسیطرح دل
اور زبان ہی پیش کرکے کہا کہ اگر یہی دل اور زبان عیبون سے پاک ھی تو سب
اعضا سے بہتر اور جو عیب سے نہین پاک تو سب سے بدتر ھی مختصر یہہ کہ اگر
اپنے دلمین برائی سمائی تو اپنے دشمن ساری خدائی اور جو زبان کو جہوٹ سے
آشنا ھی تو حاکم کے نزدیک اپنی حقارت اور دنیا مین رسوائی ہے ؛؛

رقعہ منشی صاحب مخدوم مکرم محب الفقرا محب بلا زاد عنایتہ
بعد از سلام اور نیاز اور اشتیاق مواصلت کی کہ زبان کو اسکی تقریر کی
قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت ہے عرض کرتا ہون ظاہر اور دریافت ہوتا ھی
کہ جناب اس ناچیز کے ہزلیات کو جمع کرکے کلیات کے طور پر چہپوایا چاہتے ہین

اگرچہ شفقت اور عنایات کے سبب سے اُسکے عیوب خاطر عالی مین نہ گذرتی
ہون لیکن حقیقت مین کوئی حرف بھی عیب سے خالی نہین ہے فقیر
کیواسطے یہہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم نہوگی کلام لغوسے کیسے پسند
نہ آئیگا اور یہہ تمام اہتمام آپ کا برباد ہو جائیگا آپکو ناحق کی زحمت
اور مجھے مفت ندامت اُٹھانی پڑیگی جیسے ایک شاعر کو مولانا عبدالرحمن
جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو خفت حاصل ہوئی تھی لطیفہ
ایک شاعر مہمل گو نے مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور
مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجر اسود سے
خوب ملا تاکہ اُسکی برکت سے کلام مین اور سواد مین روشنائی حاصل
ہو مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ اگر آب زمزم مین ملتا تو بالکل تبرک ہوجاتا
اور ایک قطرہ بھی آنکھون مین لگانے کیواسطے ہاتھہ نہ آتا سو فقیر کو اندیشہ
اسی بات کا ہی کہ اہل جوہر اُسے دیکھہ کر آپ کی تضیع اوقات پر ہنسینگے
اور کہین گے کہ یہہ کلام پانی مین دہونے کے لائق تھا نہ چھاپہ ہونے کے
قابل بندہ کی دانست مین اسکا قصد نہ فرمانا مناسب اور اس اراد
سے ہاتھہ اُٹھانا واجب ہی زیادہ کیا گذارش کرون ایضاً
فرزند سعادتمند نور بصر لخت جگر دراز ہو عمر تمہاری بعد دعا کے
معلوم ہو کہ ہم اچھی طرح خیریت سے ہین اور تمہاری اور گھر کے سب

آدمیونکی جہرۂ عافیت چاہتے ہین فضو خانسامان کل ہمارے پاس
پہنچا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک فقیر بیراگی تمہارے دروازے
پر اگر ٹھرا اور تمہین کیمیاگری کا شعبدہ دکہاکر سونا بنانے کا اقرار کیا
تم نے سب لوگون سے چہپاکر گہوڑے کا ساز بیچکر دو سو روپے اُسے دئے
اور وُہ اُسی رات کو بستر اپنا اُٹہاکر کہین چلتا ہوا اب تم اُسکی تلاش
مین حیران سرگردان جنگل جنگل پہرا کرتے ہو بیشک تم سے غلطی تو
ہوئی کہ اُس مکّار کے فریب مین آگئے لیکن اب افسوس کرنا اور اُسکی
تلاش مین جابجا پہرنا ہی ناحق ہے یاد رکہنے کے قابل ہی یہہ **لطیفہ**
کہ ایک چڑیا کسی زمیندار کے باغ مین جاکر کچے پکے میوے سب کاٹ جایا
کرتی تہی زمیندار ہمیشہ اُسکی تاک مین تہا ایکدن انگور کی ٹہنی پر جال لگاکر
پکڑا اور ذبح کرنیکا ارادہ کیا چڑیا نے زمیندار سے کہا جو تو مجہکو چہوڑ دے
تو مین اُس احسان کی عوض مین تجہکو کئی باتین بتادون کہ اُسمین تجہکو
بڑا فائدہ ہوگا زمیندار نے کہا تو پہلے بتادے تو مین تجہکو چہوڑ دونگا چڑیا نے
اُسکو تین نصیحتین کین ایک یہہ کہ حریف جو اپنے قابو مین آجائے تو
چہوڑنا نچاہئے دوسری جو بات قیاس سے باہر ہو یقین لانا بیجا ہے
تیسری گئی ہوئی چیز کیواسطے افسوس بیفائدہ ہے چوتہا ایک بات اور
ہی کہ جب تو مجہے چہوڑ دیگا تب کہونگی زمیندار نے بعد سننے ان نصیحتون کے

موافق اقرار کرکے اُسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بیٹھکر کہا کہ
میرے پیٹ مین بیضۂ مُرغ سے بڑا ایک موتی تہا اگر تو مجھے نچھوڑتا
اور ذبح کرتا تو وُہ موتی تیرے ہاتھہ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا
اُسنے کہا کہ اَی سادہ لوح تو میری نصیحتین اسیوقت بہول گیا
کسواسطے کہ مین تیری حریف تہی جب پکڑا تہا تو چہوڑنا کیا تہا اور
بیضۂ مُرغ کے برابر تو مین خود ہی نہین ہون پہر بیضۂ مُرغ سے بڑہ کر
موتی میری پیٹ مین ہونا بالکل خلاف قیاس ہَی مگر تو نے اسپر
اعتبار کیا اور اب جو مین تیرے ہاتھہ سے نکل گیی تو افسوس کرنا لاحاصل
ہَی فقط غرض یہہ کہ جو ہونا تہا سو ہوا اب اُس فقیر کی تلاش اور
افسوس کرنا محض بیفائدہ ہَی آیندہ سے احتیاط کرو والدعا ٭ ٭

ایضاً عزیز از جان سعادت و اقبال نشان طال عمرہ بعد دعاے
درازی عُمر کے واضح ہو کہ خط پہنچا حال معلوم ہوا دشمن جو تمہارے
درپی ہین تم خدا پر نظر رکہو جسکا دامن پاک ہَی اُسکو دشمن کی عداوت
سے کیا باک عزیز میرے نیک نیتی عجب چیز ہَی اگر نیت اپنی درست ہے
تو دشمن قوی بہی سست ہَی کیا تم نے نہین سُنا یہہ **لطیفہ** کہ ایک
امیر اپنے بادشاہ مرنے کے وعدہ پر قرض دیتا تہا اُسکے دشمنون نے
بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ یہہ شخص حضور کا بدخواہ ہَی جو ایسا کلمہ

زبان پر لاتا ھی بادشاہ نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کیون میرے حق مین ایسی
بات کہتا ھی اُسنے عرض کیا کہ مین تو جہان پناہ کی خیر خواہی کرتا ہون
کسواسطے کہ قرض کا ادا کرنا بہت شاق گذرتا ہے پس ضرور ہوا کہ وہ دن
رات حضور کی سلامتی چاہتے ہین یعنے نہ حضور مرین نہ وہ قرض ادا کرین
بادشاہ کو یہہ بات سُنتے ہی امیر کے ساتھہ محبت کامل اور اُس کے
دشمنونکو ندامت حاصل ہوئی تمکو وہ چلن اختیار کرنا چاہیئے کہ نیکنامی
کے ساتھہ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت شکور ہو حقتعالی تمھارا نگہبان
اور دوست شاد دشمن پشیمان رہے زیادہ کیا لکھون **ایضاً**
برخوردار سعادت اطوار حفظ الہی مین رہو بعد دعا اور تمنائے دیدار کے واضح ہو
کہ خط تمھارا لکھا ہوا بارہوین ذیقعد کا پہنچا تمنے جو لکھا تہا کہ میان نور شاہ
صاحب تمھاری مسجد مین بیٹھہ رہنے کے ارادہ پر آئے اور تمنے ایک حجرہ
مسجد کا خالی کر دیا لیکن دس دن کے بعد کملی گٹھڑی چھوڑ کے کہین چلتے
ہوئے کہ اب تک اُنکا نشان اور پتا نہین ملتا سو دریافت ہوا ہمنے
پہلے بھی لکھا تہا کہ اُنکا ظرف ایسا نہین معلوم ہوتا کہ اسطرح پاؤن
توڑ کر مسجد مین بیٹھہ رہین چنانچہ ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہہ ھی
کہ قناعت اور توکل بہت مشکل اور بڑا کڑوا گھونٹ ھی کہ اُسسے دم
گھٹتا ھی شربت کا جام نہین کہ کوئی حریص غٹ غٹا کر ایک بارگی

جڑ ہا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کتے نے کسی بوالہوس کو
لطیفہ ایک فقیر خدا پر توکل کر کے کسی پہاڑ پر جا بیٹھا رزاق
مطلق غیب سے کچھہ رزق اُسے بہیجدیتا تہا اتفاقاً ایک دن اور ایک
رات کچھہ نپایا فقیر آٹھہ پہر کی بہوک سے گہبرا کر پہاڑ پر سے اترآیا اور
ایک یہودی کے دروازے پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین
روٹیان بہیجدین فقیر وُہ روٹیان لیکر پہاڑ کیطرف پھر چلا اُس گھر کے
کُتّے نے پیچھا لیا اور بہوکنا شروع کیا فقیر نے ایک روٹی اُسکے آگے
پہینک دی اور آگے چلا کُتّا وُہ روٹی کہا کر پھر پیچھے دوڑا فقیر دوسری
روٹی دیکر آگے بڑہا کُتّا وُہ بہی کہا کر پہر پہنچا تب فقیر تیسری روٹی بہی
پہینک کر بہاگا لیکن کُتّے نے دامن کو ہ تک پیچھا نچھوڑا فقیر نے
کہا اے بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ آٹھوین پہر مجھے یہہ روٹیان تیرے
مالک کے گھر سے آئین وُہ سب تجھے نے کہائین پہر اب میرے
پاس کیا ہے جو تو ساتھہ لگا چلا آتا ہے اور کیون ناحق پہاڑ کہاتا
ھی کُتّے نے جواب دیا کہ اے پارسا شرم تو تجھے چاہیے ذرا غور
کر کہ مین کئی برسسے اِس یہودی کے گھر رہتا ہون جو ملتا ہے اُسی پر
قناعت کرتا ہون اور کہین نہین جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھہ رہا تہا
لیکن آٹھہ پہر مین بہوک سے اتنا گہبرایا کہ یہودی کے دروازے پر

چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بیجا کون سے سوچنے کی بات ہی کہ جو
مخلوق اپنے خالق کو یون بہول جائے وہ حیوان کا الزام کسطرح
نہ اُٹہائے شاہ جی کی کملی تسبیح گودڑی بوریا جو کُچہہ ہو اُنکے گہر بہیجدو
کیونکہ اب وُہ تمہارے پاس آئینگے نہ اپنا مونہہ دکہائینگے فقط ۞

رقعہ فرزند میرے خوش رہو بعد دعائے کامیابی دارین کے
معلوم ہو کہ تمہین امیر اور حاکمونکی دربارداری اور انکی خدمت مین
حاضر باشی کا اتفاق بہت پڑتا ہے اسواسطے لکہا جاتا ہے کہ ایسی
باتون کیواسطے علم مجلس ضرور درکار ہے اور یہہ امر حاصل نہین ہوتا
جب تک کہ انسان ہر فن سے ماہر نہین ہوتا کہ جس فن کا تذکرہ آجاے
تو اُسمین موافق اپنی آگاہی اور واقفیت کے معقولیت اور شتابی
کے ساتہہ ایسی گفتگو کرے کہ سُننے والے بہت دل لگا کر سُنین اور
پسند کرین اور مداخلت اُسی بات مین چاہئے جسمین آپ کو دخل ہو
نہین تو مفت ندامت اور رسوائی ہوتی ہے چنانچہ یہہ دو لطیفے ان
دو باتونسے خبر دیتے ہین فقط لطیفہ ایک درویش کسیسے
بولتا چالتا نتہا ایک دن اکبر بادشاہ مع شیخ ابو الفیض فیضی اور شیخ
ابو الفضل وغیرہ ارکان دولت کے اُسکے پاس گئے مصاحبون نے
اُسمین طرح طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا بیٹہا تہا فیضی نے

کہا کہ شاہ صاحب بادشاہ آپ کے ارشاد کے مشتاق ہین حضرت ہی
زبان مبارک سے کچھہ فرمائین تب درویش نے کہا کہ بجبر سکندر جل کر زمین
اور یحیید سے کربل کے میدان مین کا جج پڑی ہو یعنے اے وزیر سکندر
ذوالقرنین اور یزید سے کربلا مین کیا لڑائی پڑی تھی بس فیضی تو ایک
علامہ عصر تہا کہنے لگا کہ سُبحان اللہ قطع نظر اور کلمات کے حضرت
کو علم تواریخ مین کتنی بڑی مداخلت اور شین قاف کتنا خوب درست
ہی بادشاہ تو آزردہ ہوکر اُٹھہ کھڑے ہوے اور درویش کی بے علمی
اُسکے بات کرنے سے ظاہر ہو گئی اگر زبان نہ کھولتا تو راز دہ شکار رہتا

لطیفہ

ایک شاعر نے کسی امیر بخیل کے پاس جا کر کہا کہ تو نے کچھہ مال محتاجون
کیواسطے نکالا ہی اُسمین سے مجھے بھی کچھہ دے کہ مین محتاج ہون امیر نے
کہا کہ وُہ مال صرف اندہون کیواسطے نکالا گیا ہے شاعر نے کہا کہ
اسصورت مین تنہا مین ہی مُستحق ہون کسواسطے کہ حقیقت مین مین
اندہا ہون اگر اندہا نہوتا تو خُدا کا دروازہ چھوڑ کر تیرے در پر کیون
آتا امیر کو یہہ کلام پسند آیا اور وُہ مال سب اُسکو دلوا دیا دیکھو وُہ
درویش جو جاہل تہا تو اُسے اُسکی گفتگو نے خفیف کیا اور یہہ شاعر
جو عاقل اور قابل تہا تو اُسکی تقریر نے امیر کو شرمادیا دانشمند کیواسطے

اسقدر اشارت کافی ھی **ایضاً** نور چشم میرے درباروں اور
مجلسوںکے واسطے حاضر جوابی بہت ضرور ہے یعنے ہر بات کا جواب
بہت چست اور درست دینا چاہیئے اور یہہ بات ہر شخص کو حاصل
نہیں ہوتی نہ علم اور کمال ہی پر موقوف ہے بلکہ اسکے واسطے ذہن اور ذکا
اور عقل رسا درکار ھی چنانچہ طبیعت کی رسائی اور نارسائی کا
حال ان دو لطیفوں سے واضح ہوسکتا ھی ؛ ؛ **لطیفہ**
کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اور یہہ بھی لکھا کہ جو آپکو فرصت
نہو تو کوئی شاگرد ہی اپنا روانہ کیجیئے اُنہوں نے ایک طالب علم بھیدیا
اور چلتے دم سمجھا دیا کہ بادشاہوںکی دربار میں نرم گفتاری اور شیرین
کلامی ضروری ہے طالب علم دربار میں حاضر ہوا اور بادشاہ نے پوچھا
کہ تمھارے استاد کے یہاں کس کس علم کا درس جاری ھی جواب دیا
روئی ریشم مخمل پوچھا کہ اوقات کسطرح بسر ہوتی ھی جواب دیا لڈو
پیڑا برفی بادشاہ نے ان جوابوں سے متحیر ہوکر فرمایا کہ شاید اس شخص کو
مالیخولیا کی بیماری ہوگئی ناچار عالم کو یہہ سارا ماجرا لکھہ کر رخصت کردیا
عالم نے جو سبب ایسی بات چیت کرنے کا پوچھا تو کہا کہ آپنے نرم اور
شیرین کلام کرنے کا حکم دیا تھا سو میں نے ریشم اور روئی اور مخمل سے
زیادہ نرم ھی اور لڈو اور پیڑا اور برفی سے زیادہ شیرین اور کسی چیز میں

نباہی اِسواسطے ایسا کلام کیا **لطیفہ** ایک جاہل نے پیغمبری کا
دعوی کیا بادشاہ نے اُسے پکڑ بلایا اور پوچہا کہ توجو پیغمبری کا دعوی
کرتا ھی تو معجزہ کیا دِکھلاتا ہے کہا دلکی بات بتادیتا ہون بادشاہ نے
پوچہا کہ اِسوقت میرے دلمین کیا ھی کہا کہ اسوقت آپکے دلمین
یہی ہے کہ مین بالکل جہوٹا ہون فرمایا کہ پہر آپ دعوی کیون کیا کہا
کہ جو دعوی نکرتا تو حاکم تک کسطرح پہنچتا بادشاہ اُسکے جوابون سے بہت خوش
ہوے خلعت اور انعام دیکر رفاقت مین نوکر رکھہ لیا دور اندیش کے لئے
اِتنا ہی لکہنا کفایت کرتا ھی **واضح ہو** کہ تلازمہ صنعت مین داخل
ھی اور تلازمہ اُس صنعت کا نام ہے کہ کسی چیز کو فرض کر کے اُسکے
سارے یا بعضے لوازم کو دوسرے مطلب مین اداکرین اور یہہ اداکرنا
ایسی خوبصورتی اور خوش نمائی کے ساتہہ ہو کہ اگر دوسرا نہ واقف ہو
تو یہہ نہ جانے کوئی لفظ اِس لوازم کا بے محل اور بے معنی واقع ہوا
اسکی مثال مین تین رقعے لکہے جاتے ہین **رقعہ قراءت**
کے تلازمہ مین حافظ صاحب کرم فرما میرے زیادہ ہون
الطاف آپکے بعد شوق مُلاقات مسرت آیات کے کہ اُسکی تمنا
مین موی آلشدیدہ کیطرح پژمُردہ رہتا ہون گذارش یہہ ھی کہ آج
خدمت مین حاضر ہونیکا عزم بالجزم تہا لیکن واقعہ عجیب یہہ پیش آیا

کہ قاری محمد حسن صاحب کی انتقال سے جلسہ کا جلسہ درہم برہم اور سارا
مدرسہ زیر اور زبر ہو گیا اسی سبب سے متوقف ہو کر صحیفہ معذرت ارسال
کیا چاہتا تہا کہ حافظ محمد شاکر صاحب ایک جلد کلام مجید لکہنو کے چہاپہ
کی آپ کے پاس سے لائے سبحان اللہ جیسا کلام اللہ مین چاہتا تہا ویسا ہی
میسر ہوا اگرچہ حافظ محمد یسین صاحب بمبئی کے چہاپہ کی تعریف بہت
مد اور شد کے ساتہہ کرتے ہین لیکن اُسکے خط کو اِسکے خط کے ساتہہ مطلق
مناسب نہین ہے اب مجہے وقف کرنا چند جلدونکا منظور ہے سو اگر
کا اگر چند روز ٹہراؤ ہو تو ویسا ہی مطلع فرمائے الہی طبع عالی ہمیشہ مصحف
کی تلاوت کیطرف مائل اور دست آرزو گردن مقصود کے ساتہہ حمایل رہے والسلام

رقعہ شطرنج کے تلازمہ مین

شہسوار میدان صفوت وصفا زینت افزاے بساط محبت وولا سلامت
بندہ حرارت قلب کے عارضہ سے تو حیران اور ششدر رہتا ہی تہا اب ضعف
دماغ کی بیماری نے اور بہی عاجز اور زچ کر دیا ہے ہر دم یہی سوچ اور
منصوبہ رہتا تہا کہ کدر جاؤن اور کون سی ایسی چال چلون کہ یہہ عارضہ
ٹہ نہ پاوے بارے اندنون حکیم مرزا شاہرخ صاحب اس شہر مین وارد ہوئے
تعریف انکی اور سادگی مزاج کی بہت سنی جاتی ہی کہ اُسکے نزدیک
بادشاہ اور وزیر اور فقیر مسکین اور امیر فیل نشین دونو برابر ہین مرضیون

کی خبر گیری کیواسطے صبح سے پہر رات گئے تک بارہ ڈیلین شطرنجی بچہائے بیٹھے رہتے ہین یون توحیات ممات پر کسیکا اختیار نہین ھی اور زہر مہرہ اور شربت انار اور خطمی خبازی کون طبیب نہین جانتا لیکن دست شفا بہی رکہتے ہین اور عطارونکو بیمارونکا مال مارنے اور اپنی منفعت اور خورد برد کیواسطے گران چیز بیچنے کی اجازت نہین دیتے اسواسطے چاہتا ہون کہ انکی خدمت مین رجوع لاؤن لیکن مکان انکا فاصلہ پر ھی پیادہ پا نہین جاسکتا اگر کسی طرح کا ہرج نہو تو صبح کو گہوڑا خواہ پالکی بہیجدیا کیجے اور جو کچہہ تامل ہو تو یار شاطر ہون نہ بار خاطر ہمت نہین ہارا ہون یون ہی جاسکتا ہون نہین تو لالہ اندرجیت چودہری یا مظفر زین والے کی گاڑی کرایہ کو منگا لیا کرونگا فقط

رقعہ گنجفہ کے تلازمہ مین

آفتاب سپہر قدر و قدردانی سرتاج اہل سخن و معانی سلامت چنگیز خان افغان ساکن رحمت گنج اور فایق علی اپنے بہائی اور شمشیر غلام کو ساتہہ لیکر میر وزیر علی کی برات مین گئے جب نوشہ کو نہلایا اور سفید کپڑا اتار کر سرخ لباس شاہانہ پہنایا تب وہ غلام بدقماش بدمعاش چالاکی کر کے اتارے ہوے کپڑونکو بغل مین داب کر کہین چلا گیا ہر چند کہ چور کی تلاش ہوئی مگر سر دست ہاتہہ نہ آیا جب کہانا تقسیم ہوا اور

خان مذکور نے کہانا کہاکر رومال اور خلال کیواسطے اس بجیا کو تلاش
کیا اور دست یاب ہوا تب بوجہہ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وہی بدذات
لیگیا یہہ دریافت ہوتے ہی دونون بہائیونکے چہکے چہوٹ گئے سب
تراش خراش چنپا ہولی کہ اس چور نے ہماری عزت خاک مین ملادی
بیچارے ندامت کے مارے اپنے گہر چلے آئے اب سنا جاتا ہے کہ وہ نمک
حرام مغلپورہ مین کہ آپکے تحصیل داری کا علاقہ ہے نادری خانم نامی
ایک خانگی کے گہر مین چہپا بیٹہا اسواسطے یہہ نیاز نامہ معہ اسکے حلیہ
کے کہ علٰحدہ ورق پر لکہا ہے خدمت مین پہنچکر تکلیف دیتا ہون کہ
اسکو جلد گرفتار کرکے ادہر کو روانہ فرمائے زیادہ نیاز مخفی

نرہے کہ امرا اور حکام کی ثنا اور صفت کا انداز تو اس کتاب کے
دیباچہ سے معلوم ہوگیا لیکن اگر باغ اور مکان کی تعریف منظور ہو تو
اسکے لکہنے کا طور یہہ ہے **تاج گنج کے روضہ کی تعریف**

آج قلم کا دماغ پہولونکی خوشبو سے معطر ہے کاغذ کا صفحہ آنکہہ کی
سفیدی کیطرح منور ہے نظر کا ڈورا رگ گل کے طور پر رنگین ہے نگاہ
کا تار رشتہ گلدستہ کی مانند بہار ین کی کسواسطے کہ مجہے ایک باغ اور
مکان کی صفت لکہنی منظور ہے جسکی سیر سے چشم مردم مین نور ہے اسکے
صحن اور دالان مین خدا کی قدرت کا گل کہلا ہے چمن اور میدان مین

صانع کی صنعت کا تماشا ھی وہ کون مکان اور کیسا گلستان جو
شاہجہان ایسے بادشاہ عالیجاہ کا قیام گاہ ہے کون قصر اور کیسا
ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ بیگم کا آرام گاہ ہے جسجگہ یہہ دونو
آفتاب ماہتاب سوتے ہین چاند اور سورج دن رات اُس زمین پے
نثار ہوتی ھی تاج بی بی کا روضہ جہان مین مشہور ھی اور ہر چمن اُسکا
جنت کی خوشبو سے معمور ھی اکبرآباد کیا بلکہ سارے ہندوستان کی
اُس مکان سے عزت ہوئی ھی ہندوستان کیا بلکہ تمام روے زمین
کی اُسسے زینت ہوئی اس چمن کی ہوا نے جو کلیونکی بوباس سے
خیال کے دماغ کو معطر کردیا تو باغ کی فضا نے نگاہ کے دامن کو گلچین
کے دامن طرح پہولون سے بہردیا سبحان اللہ کیا روضہ ھی کہ رضوان
جسکے لطف اور لطافت سے راضی اور خوشنود ھی بارک اللہ کیا باغ
ھی جسمین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے سورج اس باغ کا ایک
زرد آلو ہے چاند اُس چمن کا گل شو ہے پہلے دروازیکی بلندی دیکہنے
کو جو آسمان گردن اور سر اُٹہائے تو اُسکو آفتاب کی پگڑی سنبہالنی
مشکل ہو جاتی دونو بازو کی کُرسی پر سے محراب کی چوٹی تک کلام مجید کا
سورہ چوب قلم سے جو لکہا ھی عقل اس طلسمات سے حیران ھی کہ ہر حرف
جیسا نزدیک سے نظر آتا ھی ویسا ہی دور سے دکہائی دیتا ھی اس دفن

منصر انصاف سے دیکھین کہ یہہ بات کیسی مشکل اور کسطرح کی نقسیم
کامل ہی سنگ مرمر پر سنگ موسی کی پچیکاری کہئے یا آنکہہ کی سپیدی
پر پتلیونکی سیاہی کی نمود اری سرف یا بن کافور کی قرص پر مشک کے
دانہ پڑے ہین لفظ ہین یا ہیرے کی تختی پر نیلم کے نگین جڑے ہین
میناء آسمان کیطرف تعجب کا ہاتہہ اٹہائے ہی کہ یہہ خم دیکہئے اور اس
بارگاہ کے ساتہہ ہمسری کا دعوی اور دم بکہئے محراب کا خم ابرو سے
اشارہ کر رہا ہی کہ اندر جا کر ذرا بہار کا عالم دیکہئے نہین نہین بلکہ
غلطی ہوئی مجہسے کہ محراب کا اشارہ یہہ ہے کہ پہلے حواس کو یہان
طاق پر رکہہ جائے تب آگے قدم بڑہائے پس جو اُدہر جوکہٹ نانگہنی
کی عزیمت ہوئی تو اِدہر عقل و حکمت رخصت ہوئی سر سے سیر ہونا تو
نگاہی کے ہاتہہ ہی لیکن حیرت یہان ہر قدم ساتہہ ہی سب کے پہلے
بہار کے عملدار بڑی شوکت اور شان کے ساتہہ نظر پڑتے ہین یعنے
دو رویہ سرو کے درخت نیک بخت جوانونکی طرح حُسن کے جوبن سے
اکڑتے ہین زمرد کے جہاڑ کی کیا حقیقت ہے جو اُسکے ساتہہ تشبیہہ دون
مگر ہان لکہون تو یون لکہون کہ اچہے اچہے سبز پوش معشوق ہر قطار
مین کہڑے ہوکر ناز و انداز سے انگڑائیان لی رہی ہین یا غلمان بہشت
سے آکر آسمانکو اِس باغ کی خوبیونکی خبر دے رہی ہین نشو نما جو ہر چیز

بڑہاتی ھی شاید سرو ہی کے لباس مین کمر بستہ یہان آئی ھی یا آب و ہوا
کی لطافت سے سرو کے پردے مین آپ ہی بڑہی جاتی ہے دونو قطار
کے درمیان جو ایک حوض زمین دوز اور طویل ہے گویا ئی سبیل اللہ
سبیل ہے صاف پانی سے بہرا ہوا ھی اُسمین ہر سرو کے مقابل ایک
ایک فوارہ چھوٹ رہا ہے اُدھر سروئے زمرد کے فوارے کا نقشہ اُڑالیا اِدہر
پانی کے فوارنے ہیرے کو پانی کرکے بہادیا بعد اُسکے ایک مربع حوض
جو بہت ستہرا ھے نہایت خوبصورت اور خوشنما ھی آئینہ اُسے دیکہہ کر
حیرت مین آتا ھے نگاہ کا قدم پھسلا جاتا ہے بہشت کی نہر اسکا خزانہ ھی
آئینہ اُسکا آبدارخانہ ھی بلکہ آئینہ مین یہہ روانی کہان اور وہ موجونکی
سلسلہ جنبانی کہان پانی اُسکا دودہ سے زیادہ مصفا ھی برف سے
زیادہ ٹھنڈا ہے جو نہ جو شیر خشت ہو جائے تو روا ھی پتھر جو یخ در بہشت
بن جائے تو بجا ھی نازنین معشوق اُسکے گرد بیٹھے ہین اپنا مُنہہ اس آئینہ
مین دیکھتے ہین انکی عکس سے صاف آشکارا ھی کہ پری کو شیشہ مین اُتارا
ھی چارون طرف سے فوارے چھوٹتے ہین گویا آسمان سے تارے ٹوٹتے ہین
پانی کے زمین پانی کا درخت نکلنا اور پانی ہی کے پھل پھول سے پھولنا
پھلنا خُدا کی قدرت ھی آئینہ کے چشمہ سے موج کا کھڑے ہوکر چلنا اور ہوا
کے ساتھہ زور کرکے اُچھلنا عجب حکمت ھی عقل نے جب فکر کے دریا مین

غوطہ لگایا تو روضہ کے ادھر حوض کے واقع ہونیکا سبب یون سمجھہ
مین آیا کہ نگاہ پہلے اُسمین نہا کر پاک ہولے تب روضہ کی طواف کی
آرزو کرے اور ناطقہ پہلے اُسکے پانی سے کلیان کر کے مُنہہ صاف کر لے
تب بہار کی صفت مین گفتگو کرے اس حوض کی یاد مین دریا کی پسلی
پھڑکتی ھی سینہ مین آگ بھڑکتی ھی جوش کہا کر دیکھنے آتا ھی مگر دیوار سے
سر ٹکرا کر پھر جاتا ہے جسطرف آنکھہ اُٹھائی اور جدھر خیال دوڑائی بیلا چنبیلی
موگرا موتیا چنپا جوہی کیتکی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس
گل مہندی نازبو گل زنبق گل رعنا گل فرنگ گل چاندنی شبو گلنا سیوتی
دوپہری سورج مکھی لالہ نافرمان سوسن ہزار زبان نرگس حیران قسم قسم
رنگ رنگ کے پھول پھول رہے ہین پیاری پیاری سہانے درختون پر
صبح و شام کی دہوپ چہانہہ کا عالم پتون پر شبنم طراوت اور نم ڈالیون پر
چڑیونکا غُل پرونکی اُسمین پہڑ پہڑ چہل نوجوانونکی غول ہم جولیونکی ہنسی
اور ٹھٹول کہین گل کے قہقہے کہین بلبل کے چہچہے ہین مور اُدہر شور کرتا
ھی ادہر مستونکا جنون زور کرتا ہے کویل وہان کوک اُٹھتی ھے
یہان سینونمین ہوک اُٹھتی ھی پپیہا جو وہان بولا پی کہان تو پھر یہان
بدن مین جی کہان دہیڑکی اُدھیڑ نئی نئی طور پر ذہن مین ہے ادہر حیات
کے جامہ کی اُدہیڑبن سے ہے طوطی کی جو بات ھی گویا نبات ھی مینا کی

شیرین کلامی سے کلام ھی نا کامونکا کام ہی تمام ھے جگنونکا چمکنا
باغ کا مہکنا دونو وقت کا ملنا شبو کا کہلنا سنبل کا بال بکہیرنا مچھلیونکا
حوض مین تیرنا ہوا کا چلنا دِل کا مچلنا سبزی کا لہلہانا چڑیون کا
چہچہانا پریزادونکا جہولنا شفق کا پہولنا گلزار خیال کا تماشا دکہاتا ہے
یہہ سما دیکہہ کر کوئی پہول سا پہولا نہین سماتا کوئی بوے گل کیطرح
گریبان پہاڑکر نکلا جاتا ہے بیلا ہی لاٹ دلکو کہینچتا ھی چنبیلی کی البیلی
وضع پر روح شیفتہ ھی مہندی کے ٹٹیون پر چاندنی لوٹ پوٹ ھی
جسکی بہار سے چاند کے جگر مین داغ اور دل پر چوٹ ھی عشق پیچہ جو
عاشق کیطرح پیچ و تاب کہاتا ہے تو لجالو شرمیلی معشوق کے طور پر سایہ سے
شرماتا ھی لالہ لعل سے بہتر سبزہ زمرد کا ہمسر کیارونکے کنارے کی
ہری دوب کاشانی مخمل سے زیادہ خوب اور مرغوب درختونکے تہالے
ہین یا دودہ کے بہرے ہوے پیالے ہین آبشار ھی یا آئینہ پشت بدیوار ہے
پانی کی چادر پر جو نقش و نگار ھی قلم قدرت کا یادگار ھی نہر کی جو ایسی
اٹہکہیلیون کی چال ہو تو دل کیونکر نہ پامال ہو مہتاب سرو کے ساتہہ
ہم آغوش ھی یا کوئی جوان سبزہ رنگ بادلہ پوش ھی گلنار کو دیکہہ کر
لعل انگارون پر لوٹتا ھی سبزہ کی رشک سے زمرد زہر کہاتا ہے بیچہ
لاے ہین یا آتش کے پرکالے ہین جسکے دیکہنے سے چینی کے لالے پڑتے

ہین اور دل ہی دل مین داغ بڑہتے ہین چاندنی نے سبزی مین کہیت
کیا ہی یا سبز مخمل پر مقیش کتر کے چہڑک دیا ہی کلغی کو قلم کرکے اپنا ارک
کیا ہی کہ اُسکے پتّے اور پہول نے گویا سبز اور سرخ بوٹیونکا قالیچہ چہپا دیا
ہی مولسری کی جو بہینی بہینی خوشبو ہی تو صبا کو اُسکی جستجو ہی یہہ بار
سنگہار کی گلکاریان ہین یا آگ کی چنگاریان ہین بیر بہوٹیان رنگیتی
ہین یا یاقوت کا خون بہہ چلا لالہ زار چمن مین کہلا یا چنار سے شعلہ نکل پڑا
اگر آب و ہوا کی لطافت یہی ہے تو موتی صدف مین کہل کر کلیون کا
روپ دکہائیگا اور مچہلی کا کانٹا سرسبز ہو جائیگا میوے کا نام زبان
پر آیا اور حلاوت کے منہہ مین پانی بہر آیا کولا سنگترہ رنگترہ چکوترہ
نارنگی لیمو زرد آلو شفتالو انار سیب بہی انگور انناس ناشپاتی کیلا
اڑو بیر کمرکہ شریفہ خربا پستہ بادام ناریل چرنجی لونگ مرچ الائچی کٹہل
بڑہل انبہ انبلی جامن پہلیندا امرود شہتوت پونڈا کہرنی کرونداکوئی ایسا
پہل نہین جو اُس باغ مین نہوتا ہو اور ساگ ترکاری سے لیکر جڑی
بوٹی تک کوئی ایسی شی نہین جسے باغبان نبوتا ہو کہین کو لے سنگترہ
کا چمن کا چمن اگ ببوکا ہو گیا کہین نالے کی رنگت سے زمین کا
دامن اودا ہو گیا سیب نے آسیب کی زحمت دفعہ ہو جاتی ہے بہی بدن
مین فربہی لاتی ہی ناشپاتی سے روح راحت پاتی ہے انار نے خلق

کے منہہ یاقوت اور موتیون سے بہر دئے معشوقونکے دانت کہٹے کر دے اور
میوہ یہان کا اخروٹ ہی جسپر ستارونکا دل لوٹ پوٹ ہی آسمان دن
رات سو سو طرح تاک جہانک مین رہا تب انگور کے ٹٹے سے ایک خوشہ
پروین کا لچا لے بہاگا سو باوصف اُس پختہ کاری کے ابتک پکا نہ سکا
کیلا یہان ایک ایک گودمین ہزار ہزار پہلتا ہے ماہ نو آسمان پر وہان
اکیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خربزہ یا سردا ہی پوست مین مغز اُسکا
تر حلوا ہے ہندوانہ مُرغ روح کا آشیانا ہی جسمین موجود ایک ہی
جگہہ آب ودانہ ہی شہتوت تمام عالم کا قوت انجیر بالکل شکر اور شیر
امرود حلوا بے دود انبہ معشوقون کے ہونٹہون پر مہر خاموشی ہی
کہ میرے سامنے شیرینی کا دعوی ناحق کوشی ہی دوات قلم کی زبان
چوستی ہی گویا نیشکر ٹھرایا قلم کاغذ کو چاٹتا ہی آپ چیونٹا بنا اور
اُسکو مصری بنایا مالی ڈالیان سرون پر لئے جا بجا کہڑے ہین انعام
کے لئے اڑے ہین کوئی پہولونکا ہار لاتا ہے کوئی گلدستہ دور سے دکہاتا
ہی پہر جو روضہ نظر آیا تو وہ سما آنکہونمین سمایا کہ نہ دیدے نے خواب کی
آنکہونسے کبہی دیکہا نہ شنید نے خیال کے کانونسے کہین سُنا الہی یہہ
روضہ ہی یا خلد برین آسمان ہے یا سپہر اکلس ہی یا سورج کی کرن گنبد
ہی یا نور کا مسکن پرستان ہی یا روضہ رضوان مکان ہے یا جواہرات

کی کان ھی جو تپھر ہی جواہرات سے بہتر ھی صُبح نے مرمر کی ایسی صفائی پائی تب سنگ مرمر کی صورت بنائی سنگ موسیٰ کو شعلہ تجلی نے طور پر جلایا تب اُس درگاہ کی صرف مین آیا کلس کا سایا دریا مین ایسا رہتا ھی جیسا برج آبی مین آفتاب حوض مین چاند ایسا نظر آتا ہے جیسا دریا مین حباب دیوار مین منھہ نظر آتا ہے گویا آئینہ ھی جلا گیا ہوا گنبذ سے دماغ تازہ ہوتا ھی گویا قرابہ ہے گلاب سے بہرا ہوا صُبح کی طبا شیر استرکاری کے صرف لائی گئی جو اب تک وہی نور کا عالم دکہاتی رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیس کر گارے مین ملائی گئی جو آج تک وہی خوشبو دماغ مین آتی ہے آفتاب کی ترنج کا عرق نچوڑ کے ماہتاب کے پیالے مین موتی کے آب سے ملایا تہا جو چونہ مین یہہ نور اور ایسی صفائی ھی بہشت کے کافور کو شفق کے ساتہہ آفتاب کے کہرل مین پیس کر صبح کے دامن مین چہانا تہا جو رنگ نے یہہ آب و تاب پائی ھی جالیونکی نزاکت مین عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کردیا یا خیال جلا سمجھہ کر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام بنا لیا ہر ایک ہر ایک جالی مین وہ ملاحت ہے کہ دیکھنے مین پنیر کی حالت ھی کاغذ کی وصلی پر حرف نکا اُبہرا ین معلوم ہوتا ھی یہان پتھر پر پتھر کی گلکاری کا تہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند اور جوڑ نہ کہین سے بیت

ہی نہ بلند پہر ہر قبر کا تعویذ ہی اصل حیرت ہے اسکی باریکیان سمجہنے
کو نہ عقل کو ادراک ہے نہ ادراک کو تمیز دیکہا چاہئیے جب یہہ مکان
تمامی کی چہت اورزری بفت کے گنگا جمنی پٹاپٹی کے پردے اور
روپہلی سنہری جڑاؤ مرصع کار سنہری جو مقیش اور موتیونکی جہالرون
اور ہیرے زمرد وغیرہ جواہرات کے آویزان سے بنا بنایا اور آراستہ
اور الماس تراش کنول اور مردنگیان اور جہاڑ فانوس قمقمے اور ہانڈیان
اور دیوارگیریان اور قندیلون وغیرہ شیشہ آلات سے سجا سجایا اور پیراستہ
ہوگا مجاور کمخواب پرزر اور تمامی اور مشجر کی چادرین چڑہا چڑہا کر انگیٹہیان
اگر عود قماری اور مشک تاتاری اور عنبر سارا کی سلگائی ہوگی جو تیریان
زمردی سنہری روپہلی گرد سے ہلاتی ہونگی تب کس اہل بصارت کی
نظر ٹہرتی ہوگی اور کس سے نگاہ کام کرتی ہوگی بس کر شہید کہ اب
لکہنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم حکم سے عدول ہوا جاتا
ہی سحر بیانی تیری مشہور ہی تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور
ہی پر فرمایش سے مجبور ہی کہ رنگین عبارت لکہنے کی اجازت نہین نہین تو
تجہے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہین لیکن یہان بہی عجب کام کیا ہی
کہ سادگی مین رنگینی کا رنگ دکہا دیا ہے سو یہہ دوستونکی سننے کے لئے گلزار ہمیشہ
بہار ہی اور حاسدونکی نگاہونمین کہٹکتا ہوا خار ہے

دوسرا قاعدہ واضح ہو

کہ ہندوستان مین شادی وغیرہ تقریبونکے رقعے کثرت سے تقسیم ہوتے ہین سیکڑون اور ہزارونکی نوبت پہنچی یہان تک کہ اب تخفیف تصدیع کے واسطے اگرچہپوانا ممکن ہوتا ہے تو چہپوا لیتے ہین اور سب جگہہ مسلمان اور ہندو دونو قوم مین یہہ رسم بہت جاری ہی اسکو نوید کے رقعہ کہتے ہین اور اب تک تو اکثر فارسی زبان مین لکہے جاتے ہین لیکن اگر اُردو مین لکہا جاے تو صورت اُسکی یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ یا خدا کا شکر کہ اندنون برخوردار سعادت اطوار سید فدا حسین طالعمرہ کی شادی درپیش ہی چنانچہ رجب کی ستائیسوین تاریخ ساچق اور اٹہائیسوین کی مہندی اور انتیسوین برات کی تقریب سے ارباب نشاط کی رقص اور سرود کا جلسہ قرار دیا گیا اسواسطے التماس ہی کہ تینون تاریخ شام سے تشریف لاکر محفل کی زیبا و زینت بڑہائیے اور مستدعی کو مرہون منت فرمائیے فقط

[illegible]

اور مکتب اور ختنہ وغیرہ تقریبونکے واسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے
فرق اسی قدر ہی کہ شادی کی جگہہ ختنہ خواہ مکتب لکھنے مین آتا ہی
کہ اسطرح کہ رجب کی ستائیسوتاریخ سہ پہر کے وقت یا تیسرے پہر یا
صبح کے وقت برخوردار فدا حسین طال العمرہ کا مکتب خواہ ختنہ ہے
امیدوار ہون کہ تشریف لاکر راقم کو سرفراز اور ممتاز فرمایئے اور اسطرح
کے رقعہ سرخ کاغذ پر اور جس جس کو بلانا منظور ہوتا ہے اُسکا نام
رقعہ کی پشت پر اور اپنا نام عبارت کے خاتمہ مین لکھہ کر اور کبھی لفافہ
کرکے اُسپر طرفین کے نام لکھہ کر تقسیم کرتے ہین اور جو لوگ تھوڑے
ہوتے ہین یا کچھہ لوگ کسی کچہری مین خواہ اور جگہہ ایک جا ہوتے
ہین تو اکثر ایک بندگی پیشانی پر اسطرح کی عبارت لکھہ کر اُسکے
نیچے چہوٹے چہوٹے مد کہینچ کر ہر ایک کا نام درج کرکے بہیجدیتے
ہین اور ہر ایک شخص اپنے اپنے نام پر صاد کردیا کرتا ہے اور عرس
وغیرہ تقریبات کے رقعہ سادے کاغذ پر ہوتے ہین عبارت اسکی بھی
اُسی طرز کی ہوتی ہی یعنے یہہ کہ فلانی تاریخ مجلس متبرک میلاد
شریف کی یا فلان بزرگ کے عرس کی مجلس خواہ سماع کی محفل
بندہ خانہ مین قرار پائی قدم رنجہ فرماکر ثواب حاصل کیجئے فقط
واضح ہو کہ آدمی کا خط وخال جیسے ہندوستانی سرکار ہی نہین

چہرہ اور سرکار کمپنی انگریز بہادر کی کچہری مین حلیہ کہتے ہین اکثر
فارسی ہی مین لکھا جاتا ہے اور سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین
اگرچہ اب اُردو مین لکھتے ہین لیکن اُس تحریر مین بہی حروف روابط
کے سوا اکثر فارسی کے الفاظ دیکھنے مین آئین اسواسطے خاص اُردو
مین اُسکی تحریر کا طرز لکھدیا جاتا ہے **حلیہ** سانولا یا گورا
یا کالا یا گہیوان رنگ سپٹے خواہ زلفین یا سارے سر مین بہورے خواہ
کالے یا سپید بال یا تمام سر منڈا ہوا چوڑی خواہ تنگ پیشانی
بوڑہا خواہ ادہیڑ یا شروع جوانی چہدے یا چہیٹی بہوین بڑی یا چہوٹی
یا کرنجی یا بہنگی آنکھین ایک آنکہہ مین پہلی یا کانا جیسا ہو بڑے خواہ
چہوٹے کان چپٹے خواہ گہنے دانت اُونچی یا چپٹی ناک گال یا ٹہُڈہی
پر چہان کہین ہو دو خواہ ایک تل ناک پر مسّا کلہ پر پنوڑی اگر یا چہان
کہین ہو گول یا کتابی چہرہ سبزہ آغاز یا مسین بہگتی ہوین داڑھی
منڈا ہے موچہین کترائی یا چار ابرو کا صفا یا بالکل موچہے رکہائی
ہووے یا خشخاشی خط یا لمبی ڈاڑہی سفید یا سیاہ خواہ وسمہ
یا مہندی کا خضاب کئے ہوئے یا کہوسا ٹہنگنا یا مجہولا یا لمبا ڈیل کوتاہ
یا لمبی گردن موٹا خواہ دُبلا بدن اور مثل اسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ
ٹہیک ٹہیک دریافت ہو اُردو زبان مین ایسا لکہے جو سمجہہ مین آوے

چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم مین

دستاویزون کے بیان مین جاننا چاہئے کہ دو یا ئے زیادہ
شخصون کے درمیان مین جو کچھہ معاملہ ٹھر کر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے
اُسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہین اور اس زمانہ مین دستاویزونکے
لکھے جانیکا بہت رواج ہی اور اکثر دستاویزین مروج ہین تفصیل اُنکے
نامونکی یہہ ہے تمسک اقرار نامہ محلکا بیعنامہ رہننامہ ہبہ نامہ نکاح
نامہ محضر نامہ مختار نامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضامنی
عاریت نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید قبض الوصول فارغخطی
راضی نامہ صلح نامہ فیصل نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ

تمسک

اُس دستاویزکو کہتے ہین کہ کوئی کسی سے کچھہ روپیہ قرض لیکر
دستاویز لکھدے قرض لینے والیکو مدیون اور قرضدار اور دینے
والیکو داین اور قرضخواہ کہتے ہین اور روپیہ کا دینے والا جو اپنا قرض
مانگے تو اُسکو تقاضہ اور لینے والا جو روپیہ دے دے تو اُسکو ادا
بولتے ہین اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہے تو اُسکو لیت لعل اور حیلہ
اور حوالہ اور ٹال بال کہتے ہین مثال اُسکی اور نقشہ اُسکے
لکھنے کا اس طرح ہے

ہم کہ عبداللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ آباد محلہ مغلپورہ کے ہین

جو ہم تین ہزار روپے سکہ کلدار کہ آدہا اسکا پندرہ سو

روپیہ ہوتا ہے لالہ گلاب رائے کشن چند مہاجنون

کی کوٹھی سے دو برس کے وعدے پر قرض لیکر اپنے

تصرف مین لائے اسکا اقرار کرتے اور لکھے دیتے ہین

کہ وہ روپیہ تمام اور کمال اصل معہ سود روپیہ سیکڑے

کے حساب سے میعاد کے اندر ادا اور بے باق کردین اور

اگر کچھہ روپیہ درمیان مین پہنچا دین تو مہاجنو نسے

اسکی رسید لین یا اس تمسک کی پشت پر وصول

لکھہ دین بدون اسکے اظہار وصول کا باطل و غیر

مسموع ہوگا اسواسطے یہہ دستاویز تمسک کی لکھہ دی

کہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آوے فقط

۲۲ اپریل سنہ ۱۸۵۱ء مطابق و شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۷ ہجری

اور جو کسی بڑے آدمیونکی طرف سے تمسک لکھنا پڑے تو نقشہ اسکی تحریر کا یہہ ہے

کہ مبلغ پچاس ہزار روپے جو نصف اسکا پچیس ہزار ہوتا ہے ساہ

بہاری لعل گوبند لعل مہاجنون کی کوٹھی سے سرکار مین قرض لئے
اور اُسکے وصول کیواسطے دو ہزار روپئے ماہواری کی قسط مُقرر
کردی گئی اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ مہاجنونکا روپیہ اصل معہ سود روپیہ
نسیکڑہ کے حساب سے جب تک تمام اور کمال وا ہو رہے باقی نہوا مام
علی کارندہ متعینہ جاگیر علاقہ پرسا وغیرہ دو ہزار روپے کی قسط ہر
مہینے مین پہنچاتا رہیگا کسی طرح کی عذر خلافی نہوگی فقط

[illegible]

المبلغ
النصف منہ
وعدہ

[illegible]

المرقوم اٹھارہوین ماہ ذیحجہ ۱۲۶۷ سنہ ہجری مطابق چودہوین اکتوبر ۱۸۵۱ سنہ ع

اقرار نامہ اُس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات
کا قول اور اقرار کرکے کاغذ اُسکا لکھے اور اُسکی شرائط کیواسطے
کچھہ حد و حصر نہین ہے انواع اور اقسام کے اقرار نامے ہوتے ہین
نقشہ اُسکا بعینہ مثل نقشہ تمسک کے ہی جو پہلے لکھا گیا ۔
مثال اسکی مضمون کے ہم شہامت علی قوم کے سید رہنے والے

قصبۂ رودولی متعلقہ دار السلطنت لکہنو کے ہین جو ہمنے پچیس روپے
بابت اجرت تحریر کتاب شاہنامہ کی پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد
صاحب کی سرکار سے وصول کئے اِسصورت مین اقرار کرتے ہین
کہ چار مہینے مین شاہنامہ نقل کرکے منشی صاحب کی خدمت مین
پہنچادینگے اور جب ساری کتاب لکہہ کر پہنچادین تب باقی اجرت
تحریر کی روپے کے چار جزو کے حساب سے لینگے اور اگر نقل نکر سکین
تو یہہ روپیہ پیشگی کا اور کاغذ اور روشنائی اور شنجرف اور قلم بلا عذر
منشی صاحب کو پہیر دینگے اِسواسطے یہہ اقرار نامہ لکہہ دیا کہ سند ہو
اور وقت پر کام آوے المرقوم تاریخ وماہ فلان وسنہ فلان ۱ ۱
مچلکا مچلکے اور اقرار نامہ کا مضمون اور طرز تحریر ایک ہی ہوتا ہے
لیکن اِن دونوں مین فرق اِس قدر ہے کہ اقرار نامہ کبھی حاکم کے سامنے
لکہا جاتا ہے جیسے اقرار نامہ مالثی وغیرہ اور مچلکا صرف حاکم ہی کو لکہا جاتا ہے
مثال اوسکی ہم کہ زبر سنگہہ زمیندار لمبردار موضع سرہان
پرگنہ دنوار ضلع آگرہ کے ہین جو ہمسے اور مسمی رام روپ زمیندار موضع
بہدوئی سے بابت سرحد اور سوانہ کی تکرار اور نزاع چلی جاتی تہی اور
اب ہنگامہ اور قضایا کے سبب سے تہانہ دار نے ہمکو صاحب مجسٹریٹ
کے حضور مین لاچالان کیا اور حاکم ممدوح کی حضور سے حکم داخل کرنے

مچلکے کا صادر ہوا اسواسطے اقرار کرتے ہین کہ آیندہ کسیطرح کا قضیہ
اور فساد نکرین گے اگر کرین تو وہ سو روپے جرمانہ داخل کرین عہد
مجرم سرکار کے ہون المرقوم **بیعنامہ** اس دستاویز کو
کہتے ہین کہ کسیکی چیز بیچنے کا اقرار بیچنے والے کیطرف سے لینے والے
کے نام لکہا جاے اور زمانہ سلطنت اہل اسلام ہین وہ ہمیشہ بایع
کے اقرار سے قاضی کیطرف سے لکہا جاتا تہا اور اب اس طریقہ پر کمتر
لکہا جاتا ہے اور اسکو قبالہ بہی کہتے ہین اگرچہ قبالہ عربی مین دستاویز
کو کہتے ہین جیسے قبالہ بیع اور قبالہ نکاح وغیرہ لیکن اب عوام خاص کر
بیعنامہ ہی کو قبالہ کہتے ہین اور بیچنے والیکو بایع اور لینے والیکو
مشتری اور بکی ہوئی چیز کو شی مبیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہین
اور ایک صورت بیع کی یہہ بہی ہوتی ہے کہ مثلاً کسی پر روپے کی
ڈگری عدالت سے ہو جاے یا سرکار کی مالگذاری کا روپیہ کسی زمیندار
پر باقی ہو اسکے وصول کیواسطے حاکم اسکی جایداد بکنے کا حکم دیتا ہے
اسکو نیلام کہتے ہین اور جو کوئی وہ جایداد خرید کرتا ہے اسکو خریدار
نیلام اور نیلام دار کہتے ہین اور سند اس بیع کی جو اسکو دیجاتی ہے
اسکو قبالہ نیلامی کہتے ہین بیعنامہ کی تحریر کا نقشہ یہی مثل تحریر نقشہ
مسلک کی ہے ۔ **مثال بیعنامہ کی**

هم کہ شریف خان ولد لطیف خان اور وزیر خان ابن کبیر خان ذات
کے پٹھان رہنے والے شہر آگرہ محلہ قاضی پورہ کے هین جو ایک
منزل حویلی قاضی پورہ کے محلہ مین پختہ عمارت کی واقع هی اور
اندر اسکے ایک دالان در دالان پچھم رخ کڑیون سے پٹا ہوا اور ہر دالان
کی بغل مین ایک ایک کوٹھری اور ایک دالان پورب رویہ کہ اسکے
دہنے اور بائین طرف کو ایک ایک شہ نشین اور اوتر طرف ایک
دالان دہنی طرف ایک آبدار خانہ اور بائین جانب کونے مین پائخانہ ٭
اور دکھن کیطرف ایک سائبان جسکو باورچیخانہ کہتے هین اور درمیان
مین صحن مربع کہ اسکی زمین ستر گز مکسر هی اور پچھم طرف کی دالان
کی چھت پر ایک کمرہ انگریزی جسکی چارون طرف دروازہ کٹہرے دار
زنگاری رنگ کی هین اور پورب کی دالان کی چھت پر ایک بنگلہ کا هی
اور اسکے سامنے ایک چھوٹا سا پائخانہ بنا ہوا ہے اور چارون حدین
اس مکان کی اس تفصیل سے هین ٭

شرق	غرب
حد خانقاہ میان امام علی شاہ کی ملی ہے	حد مسجد شاہ معصوم کے متصل ہے
شمال	**جنوب**
حد مسماۃ نورن طوائف کی حویلی ہے	حد شیخ بہبود کت سوار کا مکان ہے

سو وہ مکان موروثی اور جدی هم دونون مقرون کے قبضہ مین کہ هم
دونون چچیرے بہائی هین بلا شرکت کسی دوسرے شریک یا حصہ دار کے

چلا آتا ہے اُن دونون ہم دونون نے اُس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اسباب کے کہ کسی نے ہم پر کچھہ زور اور ظلم اور جبر یا زبردستی کیا ہے پانچ ہزار روپے پر کہ نصف اُسکا دو ہزار پانسو روپیہ ہوتا ہے میرزا محمد بیگ ولد میرزا احمد بیگ قوم مغل رہنے والے شہر اور محلہ مذکورہ کے ہاتھہ بیچ ڈالا اور روپیہ مُشتری موصوف سے دام دام بھر پایا اور مُشتری کو اُس مکان پر قابض کرا دیا پس اولا بدلا جسکو شرع مین تقابض بدلین کہتے ہین ہو گیا اور ہم اپنے ہوش اور حواس ہین اور عقل کی درستی ساتھہ بغیر سکھائے اور بہکائے شخص غیر کے یہہ قبالہ بیعنامہ لکھہ کر اقرار کرتے ہین کہ بعد اِسکے ہمکو اور ہمارے وارثون کو مُشتری اور اُسکے وارثون سے اِس مکان کی بابت کبھی کچھہ دعوی نہوگا اگر ہم خواہ ہمارا کوئی وارث مُشتری یا اُسکے کسی وارث پر کچھہ دعوی کرے تو جھوٹا ہوا اور ہرگز سُنا نہ جایگا اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہو کر اُس مکان مین اپنے حصہ کا دعویدار اُٹھہ کھڑا ہو تو جوابدہی اُسکی ہم بایعون کے ذمہ ہے اور جب ایجاب اور قبول دونون طرف سے عمل مین آیا تو بیع کی تکمیل اور صحت مین کوئی جگہہ کلام کی باقی نرہی اِسواسطے یہہ قبالہ بیعنامہ لکھہ کر معتبر لوگون کی گواہیون سے تکمیل کر دیا کہ ضرورت کیوقت سند کامل ہو اور حاجت کیوقت کام آوے المرقوم بارہوین رمضان

سنہ ۱۲۰ ہجری اور قبالہ نیلامی کا نقشہ بھی اسیطرح کا ہے مگر عبارت کی
تحریر مین البتہ فرق ہی

قبالہ نیلامی کی مثال

واضح ہو کہ پہلی جنوری سنہ ۱۸۵۱ع کو ایک منزل حویلی واقع محلہ نواب
گنج من محلات بلدہ فیروزنگر محدود بحدود مفصلہ ذیل

شرقی ——— غربی ———
جنوبی ——— شمالی ———

ملکیت شیخ علی بخش مدعا علیہ کی شیخ ضامن علی مدعی کی اجرائی ڈگری
مین کہ مدعا علیہ مذکور کے نام محکمہ منصفی اول سے پہلی نومبر سنہ ۱۸۵۰ع
کو صادر ہوئی تہی موافق قانون ہفتم سنہ ۱۸۴۸ عیسوی کی نیلام ہوئی اور
شیخ بیدار علی نے معرفت رحیم بخش ملازم اپنی کے حق و مرافق مدعا علیہ
مذکور کا جسقدر حویلی مذکور مین واقع ہے عوض ایک سو چہتر روپے
سکہ کمپنی کے خرید کیا اور خریداری اسکی اسی تاریخ سے نافذ ہے المرقوم
تاریخ سنہ اس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور مہر
عدالت کی لازم ہی **رہن نامہ** اُس دستاویز کو کہتے
ہین جسمین کسی چیز کی گرو کرنیکا حال کسی قدر روپے کی عوض
مین لکہا ہو اور زمیندار دنمن اُسکے کئی طریق جاری ہین ایک یہہ
راہن یعنے جسنے اپنی جایداد کو گرو کیا مرتہن کا یعنے جسنے گرو کہا اُس

جائیداد پر قبضہ کرادے اور اُسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے
رہن کو بھوگ بند ہک کہتے ہین دوسری یہہ کہ راہن بعد گرو کرنیکے
بھی آپ ہی اپنی جائیداد پر قابض رہے مگر دستاویز مین یہہ شرط لکھے
کہ جب تک زر رہن ادا نہوگا ہم اُس جایداد کو کہین دوسری جگہہ بیع
خواہ رہن یا ہبہ نکرینگے ایسے رہن کو دشٹ بندھک کہتے ہین اور کبھی یہہ
اقرار ہوتا ھے کہ مُرتہن اِتنے عرصہ تک قابض رہ کر کے بغیر لینے زر رہن کے
چھوڑ دے اُسکو پٹ بندھک کہتے ہین اور ایک صورت رہن کی اور بھی
ہوتی ہے کہ کچھہ میعاد رہن کی مُقرر کر کے یہہ شرط لکھین کہ مثلاً دو برس کے
اندر روپیہ ادا کر کے نہ چھوڑالین تو شئی مرہونہ یعنے گروی چیز بیع ہوجائیگی
اسکو بیع بالوفا اور پورب مین کٹ قبالہ کہتے ہین جو زر رہن ادا کر کے
چیز اپنی چھوڑا لیتے ہین تو اُسکو فک رہن اور انفکاک رہن بولتے ہین
اُسکی تحریر بھی مثل بیعنامہ کی ہوتی ھے فرق اسی قدر ھے کہ بیعنامہ مین
بیع کے الفاظ اور مضمون لکھا جاتا ہے رہن نامہ مین رہن کا مضمون
ہوتا ہے **مثال اُسکی** یہہ دستاویز بعینہ بیعنامہ کے
طور پر لکھی جاتی فرق اسیقدر ھی کہ فروخت کی جگہہ رہن نامہ لکھا
جاتا اور رہن کے معاملہ مین جو شرطین ہوئی ہون وُہ لکھہ دیجاتین
مثلاً باغ کی رہن مین یون لکھا جاے کہ میوہ جات اور پھل پھول ترکاری

وغیرہ جو کچھہ اُسمین پیدا ہوتا ہے سب مُرتہن کو معاف کر دیا جب ہم
سب روپیہ رہن کا ادا کرین تب باغ اپنا چھوڑالین اور گانونکی بابت
اسطرح کی عبارت کہ منافع اور پیداوار جلکر بنکر سب مُرتہن کو حق حلال
ہی جب زرِ رہن ادا کرین تب گانون رہن سے چھوٹ جاے اور فک
رہن کے وقت نہ ہم کو دعوی واصلات کا مُرتہن سے نہ مُرتہن کو
زرِ رہن کے سود کا مطالبہ ہمسے ہوگا لکھنے چاہیئے اگر اسطرح کی شرط ٹھہر گئی ہو
نہین تو جو شرط ہوئی ہووے لکھی جائیگی فقط **ہبہ نامہ**
اُس دستاویز کو کہتے ہین جسمین کسیکی طرف سے کسی کے نام کسی چیز
کے بخش دینے کا حال لکھا جاے اُسکی دو صورتین ہین اگر یونہین
بدون لینے عوض کے بخشا ہو تو صرف ہبہ کہتے ہین اور اگر کچھہ عوض
لیکر بخشا ہو تو ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور بہاکہا مین ہبہ کو دان کہتے
ہین اسی سبب سے اُس زبانمین ہبہ نامے کو دان پتر بولتے ہین صورت
اُسکی بہی مثل صورت بیعنامہ کی ہے صرف بیع اور ہبہ لفظون مین
فرق ہوتا ہی **مثال اُسکی** اس تحریر کی صورت بہی بجنسہ
بیعنامہ اور رہن نامہ کی صورت سے ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور
رہن کی جگہہ ہبہ اور بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنے اگر واہب نے موہوب
لہ سے کچھہ لیکر ہبہ کیا ہو تو یون لکھنے کا دستور ہے کہ ہمنے موہوب لہ سے

ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپے نقد لیکر ہبہ
باغ یا گانون خواہ مکان ہبہ بالعوض کردیا اور اگر کچھہ نہ لیا ہو تو صرف
ہبہ اور بخشش کردیا لکھین گے باقی حد حدود اور قبض اور دخل وغیرہ
الفاظ اور عبارت اسطرح لکھنی چاہئے جو بیعنامہ کی مثال مین لکھی
گئی فقط **نکاح نامہ** جس دستاویز مین صورت نکاح
اور تعین مہر کا حال لکھا جائے اسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ
بولتے ہین دولہ کو ناکح اور دولہن کو منکوحہ لکھتے ہین نقشہ اسکا بھی
اسی طرحکا ھی **مثال اسکی** شکر بجد اُس قاضی الحاجات
کو زیبا ھی جسنے گمراہونکو ایمان کی راہ بتائی اور حرام حلال کی بات
سکھائی اور صاف صاف حرام سے اجتناب کرنے کا حکم دیکر دو دو
تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نکر سکے اسکو ایک ہی
نکاح کی رخصت دی اور ہزارون درود اور سلام اُس پیغمبر عادل پر
جسنے اُمت کو خدا کا حکم بجالانے اور حرام بچانیکے واسطے یون تاکید
فرمائی کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے پھرے اور منحرف ہو
وہ میرا نہین ھی اسواسطے بندۂ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید دار الخلافہ
شاہجہان آباد کا رہنے والا حال وارد شاہجہانپور کا اقرار کرتا ھی کہ
مین نے اپنی رضا اور رغبت اور ثبات عقل اور ہوش حواس کی درستی

سے مسماۃ حمیدہ خانم عرف گوہر بانو ستی مرزا خورم کی بیٹی کے ساتہہ سید معصوم علی وکیل کی وکالت سے کہ اُسکی وکالت پر مولوی لیل اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہون نے قاضی شرع کے روبرو گواہی دی پچاس ہزار روپے اور ایک سو ایک اشرفی کا مہر مقرر کر کے نکاح کر دیا اور یہہ عقد صحیح شرعی نہ خفیہ اور کتمان کے طور پر بلکہ شہرت اور اعلان کے ساتہہ واقع ہوا اور مجلس عام مین جہان شہر کے بہت سے روسائے عظام اور مشائخ کرام حاضر اور موجود تہے بس تمام ہوا ایجاب اور قبول حاضرین مجلس کے روبرو اسواسطے یہہ وثیقہ نکاحنامہ لکہہ کر حضار محفل کی گواہیون سے مکمل اور مرتب کرا دیا گیا کہ سند منظور ہو کر حاجت کیوقت کام آوے فقط ❊ محضر نامہ کسی حال کے ثابت کرنیکے واسطے جو کاغذ لکہہ کر واقف کارونکی مہر اور گواہیان لکہا لیتے ہین اُسکو محضر نامہ صورت حال کہتے ہین اور وہ اُسکے بہی لکہنے کا نقشہ وہی ہے مثال اُسکی جو خداوند مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امر حق کا چہپانا اور ادائے شہادت اور گواہی سے آپ کو بچانا گناہ تہی اسواسطے یہہ احقرالانام بسلیم محمد اکرام اپنے حق پر گواہی طلب کرتا تہی امیدوار علمائے کرام اور مشائخ عظام سے ادائے شہادت چاہتا تہی اسبات پر کہ میرے جد امجد شیخ

ولی محمد نے بائیس برس ہوے کہ لکھنؤ سے آگرہ مین اگر سکونت اختیار کی اور نائی کے منڈوے مین ایک قطعہ مکان پختہ اور خانہ باغ اور مسجد اور خانقاہ اپنے مال مکسوبہ خاص سے تعمیر کرا کر قابض اور متصرف رہے عرصہ دو برس کا ہوا کہ بمقتضاے الہی فوت کر گئے اور مسمی اسلام قلی چیلہ نے میری غیبت مین کہ اندنون تلاش معاش کیواسطے حیدرآباد کو گیا تھا اُس املاک پر قبضہ کر لیا اور اب جو مین آگرہ مین آکر طالب اپنے حق کا ہو تو نام بردہ غصب کی راہ سے ساری املاک کو اپنی مکسوبہ خاص ظاہر کر کے مجھے دخل دینے نہین دیتا ہی حال آنکہ اُس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک نہین ہی اسواسطے اُمیدوار ہون کہ جس شخص کو اِس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو مہر اور گواہی اپنی اس کاغذ پر کر دے کہ عنداللہ ماجور اور خلقت خدا کے نزدیک مشکور ہوگا فقط تحریر تاریخ سولہوین ذیحجہ

مختار نامہ

کسی شخص کو کسی کام کیواسطے مختار کر کے جو سند مختاری کی لکھدی جائے تو اُسکو مختار نامہ کہتے ہین اور اُسکی اختیارات کے واسطے حد و حصر نہین ہے

مثال اُسکی

ہم کہ رام چند مدعی زمیندار موضع کہموری پرگنہ راٹہہ ضلع کالپی ہین جو

اکثر مقدمہ ہمارے عدالت دیوانی مین دایر ہین اور دایر ہونے والے
ہین اسواسطے ہم نے مقدمہ کی خبر گیری اور پیروی کے واسطے لالہ
منّا لعل کو مُختار اور اپنی ذات کا قایم مقام کیا اقرار کرتے ہین کہ
مُختار مسطور ہمارے مُقدمات مین جو کچھہ سوال وجواب کرے اور
جو دلیل و دستاویز گذرانے اور کسی کو وکیل مُقرر کرے اور جو روپیہ
خزانہ مین داخل یا ہمارا وصول کرے وُہ سب ہمکو مثل کئی ہوئی
اپنی ذات قبول اور منظور ہے فقط المرقوم **وکالت نامہ**
مثل مختارنامہ کے ہی فرق اُسمین اسیقدر ہی کہ مختار ہر شخص
ہوسکتا ہی جو شخص کسی محکمہ مین حاکم کی جانب سے مختاری کے
عہدہ پر مُقرر ہو وُہ بھی اور سوا اُسکے اور بھی مقدمہ والا اپنی طرف
سے جس کسی کے نام سند مُختاری لکھدی اُسے مُختارنامہ کہتے
ہین اور وکیل کچہری کی طرف سے وکالت کے عہدہ پر مُعیّن ہوتے
ہین اُسمین سے جب کسیکے نام سندِ وکالت کی لکھی جاے اُسکو وکالت
نامہ کہتے ہین یہہ سند سوا اُن لوگونکے اوروں کے نام کی ہو نہین سکتی
مُختارنامہ وکیل کا جو عدالت سے مقرر ہی حال کے رواج کے موافق
یا دینا پڑتا ہی یا وعدہ کرکے راضی کرتے ہین اور وکیل مُقرر کرنیوالے
کو موکل کہتے ہین **مثال اُسکی** ہم کہ میر حسین علی مختار

سید نور الدین مدعا علیہ کے ہین جو مقدمہ شیخ حسین بخش مدعی کا سید
نور الدین مدعا علیہ کے نام واسطے دلاپانے دس ہزار روپئے قرضہ کے
عدالت دیوانی ضلع اگرہ مین دائر ہے اسواسطے ہمنے اپنے نام کے
مختار نامہ کے ذریعہ سے مولوی امان علی کو مدعا علیہ کی طرف سے بعد
ادا کرنے کل محنتانہ یا کل محنتانہ کے ادا کرنیکا اقرار کرکے وکیل مقرر
کیا اقرار کرتے ہین کہ مشار الیہ جو کچھہ سوال و جواب کرین اور وکیل
دستاویز گذرانے وہ سب ہم کو مثل کئی ہوئی اپنی ذات کی قبول اور
منظور ھی فقط المرقوم

سرخط اندنون اکثر تو اُسے
کہتے ہین جو کوئی کسیکا مکان کرایہ لیکر دستاویز اُسکی لکھدے یا اد
قسم کے لوگون کو نوکر رکھہ کے اُنکی نوکری کا کاغذ لکھے **مثال**
اُسکی لالہ منگل سین گماشتہ اودے چند مہاجن کے نام جو ہمنے
ایک قطعہ مکان واقع جوہری بازار کو لالہ منگل سین گماشتہ اودے
چند مہاجن سے بیس روپیہ ماہواری پر کرایہ لیا اقرار کرتے ہین کہ کرایہ
مقرری بلا عذر او رتکرار ماہ بماہ پہنچاتے رہین اور مرمت شکست ریخت
مکان کی مالک کے ذمہ ھی اور جو ہم کوئی قطعہ یا اور کمرہ مکان
کا اپنی آرام کے واسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اُس مکان کے
چھوڑنیکا ارادہ کرین تو اُس اپنی ہی بنائی ہوئی قطعہ کی قیمت کا مطالبہ

تمرین اور جو مکان کا ہمارے اٹھانیکا ارادہ کرے تو نمیت پیشتر سے
اطلاع کرے اور ہمارے بنائے ہو مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے
ادا کرے فقط المرقوم ۲۴ رجب ۱۲۶۳ سنہ ہجری العبد پیشہ
سے بکار جو زمیندار کو گانون کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی
کی بابت یا سرکار یا زمیندار گانون یا کسی قدر زمین کا محصول مقرر
کرکے کسی کو اجارہ دے اور دستاویز لکھدے تو اُسکو پٹہ کہتے ہین
اور دوسری قسم کے معاملہ کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اِس اجارہ دینے والیکو
مستاجر اور ٹھیکہ دار کہتے ہین پھر یہہ مستاجر اگر اپنا کچھہ نفع ٹھہرا کر دوسرے
شخص کو اجارہ دے تو اُس معاملہ کو شکنا بولتے ہین فقط

مثال اسکی

نمونہ اقرار

پٹہ پیر خان ولد جیون خان کاشت کار ساکن محلہ دریاباد کے نام
فتح علی بیگ لمبردار مالگذار حصّہ چہارم موضع ریوتی پور پرگنہ سارا
ضلع فیروزنگر کی طرف یہہ کہ بموازی ایک بیگہ اراضی مزروعہ نمبر
چوبیس واقع موضع ریوتی حسب درخواست پیر خان مسطور کی عوض
مبلغ پانچ روپیہ سالانہ زر بیج کی ہمیشہ کے واسطے نامبردہ کی کاشتکاری
مین دی گئی اس اقرار سے کہ نصف زر بیج فصل خریف اور نصف فصل

بیع مین موفی الیہ مجھہ لمبردار کو ادا کرتا رہے اور اگر موفی الیہ زربیع
بروقت ادا کرنے مین عذر کرے تو مجھہ لمبردار کو اختیار ھے کہ بہہ ضابطہ
سرکاری اسکے نام نالش کرکے زربیع وصول کرون اور اُس وقت
مین یہہ بھی اختیار ھی کہ اُسکو بیدخل کروون اور جب تک کہ موفی
الیہ قول و قرار کے موافق زربیع کے ادا کرنے مین قاصر نہوے تب تک
مین اُسکو بیدخل نکرون اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق پٹہ کے
لکھدی کہ حاجت کے وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ سنہ
واضح ہو کہ یہہ طرز تحریر پٹہ کی اُس حال مین مناسب ھی جب کہ
جانب اعلی سے طرف ادنی کے ہو اور جب جانب ادنی سے طرف
اعلی کے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرارنامہ کے ہین کہ
فلان اور فلان کرتے مناسب ھی لیکن آخر مین لفظ پٹے کی تحریر
اُسمین بہی ہوگی فقط

قبولیت

رعیت یا مستاجر یا کاشتکار جو دستاویز قول اور اقرار کی زمیندار
یا ٹھیکہ دار یا زمیندار سرکار کو لکھدے اُسکو قبولیت کہتے ہین مثال اسکی
کہ مین پیر خان ولد جیون خان ساکن محلہ دریاباد کا ہون جو کہ
موازی ایک بیگہ اراضی مزروعہ لمبر چوبیس واقع موضع ریوڑی
پرگنہ ساڑا ضلع فیروزنگر فتح علی بیگ لمبردار مالگذار حصہ چہارم

موضع مذکور کی طرف سے اپنی کاشتکاری مین نے اس اقرار سے
کہ نصف زر بیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین لمبردار کو ادا
کرتا رہون اور اگر زر بیج کے بروقت ادا کرنے مین قاصر ہون تو لمبردار
کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرکاری میرے نام نالش کرکے زر بیج وصول
کرے اور اُسوقت مین پھر بھی اُسکو اختیار ہو گا کہ مجھکو بے دخل کرکے
اور اراضی میرے قبضہ سے نکال لے اسواسطے یہہ چند کلمہ قبولیت کے
طور پر لکھدی کہ عندالحاجت کام آوے فقط المرقوم **ضامنی**
کسیکی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی
لکھ دی تو اُسکو ضامنی اور لکھنے والے کو ضامن کہتے ہین اور اُسکی
کئی قسم ہین اگر کسی قدر زر معینہ کا ذمہ دار ہوکر دستاویز لکھی ھی تو
مال ضامنی ھے اور اگر اس شرط سے لکھدی ھی کہ جسقدر فلان شخص
تصرف کرجائیگا ہم اُسکو ادا کرین گے تو اُسکو تصرف ضامنی کہتے
ہین اور یہہ تو اُسمین ہوتی یا عدالت مین کسیکے خرچہ وغیرہ کی ذمہ
داری کیجاتی ھے اور اگر کسیکے حاضر کرنیکا ذمہ کیا ھے تو حاضر
ضامنی اور اگر کسیکام کی ذمہ داری کی ھے تو فعل ضامنی ھے
ہر ایک کی تحریر کا طور ایک ھی مثال سے واضح ہو گا **مثال**
اُسکی ہم کہ ٹھاکر بختاور سنگہ زمیندار موضع گھبرا پرگنہ

جاج مئو ضلع کانپور کے ہین جو مُسمّی زور آور سنگ ہمارے پٹے دار نے
دگڑی مداخلت قطعہ باغ واقع موضع بسولی کے ضلع سے حاصل کی اور
اُسکے اجراء کا حُکم بعد لینے تصرف ضمانی کے صادر ہوا اسواسطے ہم
بابت شئی دعوی کے بلا شرط حیات اور ممات کے ضامن ہوکر اقرار
کرتے ہین کہ اگر نام بُردہ عدالت صدر سے ہار جائے تو جسقدر تصرف
اُسکا ثابت ہوگا ہم بلا عذر ادا کرین ہمین اور ہمارے وارثونکو کچھہ عذر
نہوگا اور موضع گھریا اپنی جائداد کو اس ضمانی مین مکفول کرتے ہین
جب تک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہوگا اُسکو بیع خواہ رہن
وغیرہ کے ذریعہ سے کہین منتقل نکرین گے یا یون لکھے کہ ٹھاکر زور
آور سنگ ہمارے پٹے دار نے جو دو سو روپیہ لالہ رام رتن مہاجن سے
قرض لئے ہین ہم ذمہ کرتے ہین کہ اگر وُہ ادا نہ کریگا ہم لا کلام ادا کرینگے
یا لکھا جائے کہ جو زور آور سنگ ہمارا پٹے دار جوئے کی علت مین ماخوذ
اور اُسسے فعل ضمانی یا حاضر ضامنی طلب ھی اسواسطے مین مقر اقرار
کرتا ہون کہ نام بُردہ کبھی کوئی حرکت ناشایستہ نکریگا اگر کرے تو مین
اُسکے عہدے سے جواب دہی کرونگا یا یہہ کہ مین اُسکو حاضر کردون اگر
حاضر نہ کر سکون تو اُسکے عُہدیکا جواب دونگا فقط المرقوم ؛ ؛ ؛

عاریت نامہ اگر کسی سے کوئی چیز ایک زمان مُعین کیواسطے

مانگ لے جائے اور اُسکی دستاویز لکھی ہو تو اُسکو عاریت نامہ
کہتے ہین اُسمین خاص عاریت کا مضمون لکھا جاتا ہے نہین تو حال
اُسکا مثل حال اقرار نامہ کے ہی اور اسیطرح اگر کچھہ زمین گھر بنانیکے
واسطے کسی قدر روپیہ بطور ماہانہ یا سالانہ ادا کرنے یا اُسکی عوض
کچھہ حق مقرر کرنے کی شرط پر لیجاوے تو اگر دستاویز اُسکی خواص
کی جانب سے ہی تو اُسکو اقرار نامہ اور عوام کی جانب سے ہی تو
عاریت نامہ کہتے ہین **امانت نامہ** اگر کسیکی کوئی چیز
اپنے پاس رکھہ کر دستاویز لکھدی تو اُسکو امانت کہتے ہین دونوںکا
حال ایک ہی مثال سے واضح ہوگا **مثال اُسکی**
ہم کہ اللہ یار خان رسالدار و کریم اللہ جمعدار ساکن ضلع الہ آباد
کے ہین جو ہمنے ایک فرد پستول کی دو مہینے کے واسطے شیخ محمد بخش
صوبہ دار سے مستعار لی ہی اسواسطے یہہ عاریت نامہ لکھدیا یا یہہ کہ مجھہ
مقر نے قطعہ زمین چار ٹکے سالانہ کے وعدہ پر گھر بنانیکے واسطے
شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر حویلی بنائی اور سکونت اُسمین اختیار
کی اسواسطے یہہ عاریت نامہ لکھدیا فقط المرقوم **تملیک نامہ**
اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی کسیکو دیکر اُسکو مالک کردیتے ہین اُسکی
دستاویز یون لکھی جانے وُہ تملیک نامہ ہی اور اسیطرح اگر کسی کو

مسجد کا متولی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھی تو اسکو تولیت نامہ کہتے ہین **مثال اسکی** صرف اسیقدر کافی ھی کہ جسطرح اوپر کی مثالون مین لکھا گیا مُقر کا نام لکھکر یون لکھے کہ جو ہمنے قطعہ باغ واقع موضع دولت پور کو محمد وزیر خان مان کو دیکر اُسکو ہر طرح مالک اور مختار کر کے یہہ تملیک نامہ یا ملا حسین اکبر آبادیکو مسجد یا خانقاہ کا متولی اور مہتمم مزار دیکر یہہ تولیت نامہ لکہدیا فقط **رسید** کچھہ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز لکھدی اُسکو رسید کہتے ہین اور یہہ رسید یا تو اُنہین دستاویزون کے طور پر لکھی جاتی ھی یا رقعے کے طور پر **مثال اُسکی** دستاویز مین بعد لکھنے نام مُقر کے لکھا جائیگا کہ سو روپے فلانی بابت ہمکو زید سے وصول ہوئے اسواسطے یہہ رسید لکھدی اور رقعہ مین بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ دوشالہ جو آپنے بخشو خدمتگار کے ہاتھہ بہیجا تہا سو پہنچا

قبض الوصول

مثال رسید کے ھی لیکن جو تنخواہ یا اور کوئی جہہ معین مثل ششماہی یا سالانہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اسیکو قبض الوصول کہتے ہین **مثال اُسکی** مُقر کا نام لکھکر اسطرح لکھے پانسو روپے بابت مُشاہرہ شہر ربیع الاوّل یا بابت ششماہیا

تنخواہ سالانہ مقرری کے بدوسین تحویلدار سرکار کے تحویل سے
ہمکو وصول ہوے اسواسطے یہہ قبض الوصول لکھدیا گیا ۔۔

فارغخطی کسیسے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ
سب بے باقی اور ادا کرکے دستاویز لکھالی جاوے یا اپنے نوکر سے
حساب سمجھہ کر دستاویز لکھدیجاے تو اسکو فارغخطی کہتے ہین ۔

مثال اسکی مقر کا نام دستور معینہ کے موافق لکھہ کر
یون لکھی جاتی ہے کہ جو ہم سے اور زید سے لین دین کی بابت کا
حساب تہا آج اسکے مقابلہ مین سب حساب طے ہوکر دوسو تراسی
روپے پونے گیارہ آنے حساب کے روسے پانا ہمارا اسکے ذمے
واجب نکلا اور مشارالیہ نے سب دام دام ادا اور بیباق کیا یا یہہ
کہ جو خرچ ہمارا پیر بخش خانساماں کے ہاتہہ سے اُٹہتا تہا آج نام بردہ سے
سب حساب سمجہہ لیا گیا کچہہ اسکے ذمے باقی نہین اور کسطرح کا
تغلب اور تصرف اسکا ثابت نہوا اسواسطے فارغخطی لکھدی گئی اور
نوکر کے واسطے جو یہہ دستاویز لکھی جاتی ہے اُسکو صافی نامہ بہی
کہتے ہین **راضی نامہ** کوئی کسیپر نالش کرے اور پہر
کسیطرح راضی ہوکر جو دستاویز لکھہ دیوے تو اسکو راضی نامہ کہتے
ہین لیکن جو اس نالش سے دست بردار ہوکر آپسے آپ باز آوے تو

اسکو باز نامہ کہتے ہین **مثال اُسکی** بعد لکھنے نام مقر
کے اسطرح لکھتے ہین کہ جو ہمنے واسطے دلاپانے تین سو روپے اصل معہ
سود قرضہ تمسکی کے مُدعا علیہ پر نالش کی تہی اور مُدعا علیہ نے ہمکو
کچھہ نقد کچھہ جنس دیکر راضی کیا اسواسطے یہہ راضی نامہ لکھہ دیا اور
کبھی اس مضمون کو سوال مین لکھہ کر جہان مُقدمہ دایر ہوتا ہے
گذرانتے ہین **صلحنامہ** مثل راضی نامہ کے ہے لیکن دونو
مین اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ مین ہوسکتا ہے کہ مُدعی آپسے راضی
ہوگیا یا مُدعا علیہ نے راضی کرلیا ہو اور صلحنامہ جب تک دونون ملکر
صلح نکرین نہین ہوسکتا **مثال اُسکی** بعد لکھنے نام مُقرون
کے یون لکھتے ہین جو مقدمہ ہمارا بابت تکرار استرداد نیلام موضع بہوانی
پور پرگنہ زمانیہ عدالت دیوانی مین ضلع غازیپور مین دائر تہا ہم فریقین
نے اسطرح صلح کرلی کہ مین رام سنکہہ مدعی موضع پر دخل پاکر واصلات
اور خرچہ سے دست بردار ہون اور مین نرائن راؤ مُدعا علیہ مُدعی کو
بلا عذر اور تکرار موضع پر قابض کرادون اسواسطے یہہ صلحنامہ لکہدیا
کہ آیندہ کو کام آوے **فیصلنامہ** ہرچند کہ حاکم جس
مُقدمہ کو فیصل کرے وُہ بہی فیصلنامہ ہے لیکن اب جو پنچ لوگ قصہ
چُکاکر فیصل کرتے ہین اُسکو فیصلنامہ ثالثی کہتے ہین اگرچہ مضمون اُنکا

معہ حقیقت حال مقدمہ کے طول ہی ہوتا ہے لیکن حاصل
مطلب کے لکھنے کا طریہہ ہی

مثال اصلی

فیصلنامہ
ثالثی لکھا ہوا رام دین موکل اور بندرابن تیواری اور پنڈت
کالکا پرشاد ثالثون کا واقع تاریخ پہلی اکتوبر ۱۸۶۵ عیسوی حال
یہہ ہے کہ مقدمہ او جاگر مدعی اور بہیم سین مدعا علیہ کا بابت تکرار حساب
منافع مالگذاری کی عدالت مین درپیش تہا اور طرفین نے اقرارنامہ
ثالثی کا حاکم عدالت کے سامنے لکھہ کر ہم لوگونکو ثالث مقرر کیا آج ہم
لوگون نے ایک جگہہ جلسہ کر کے مقدمہ کے سب کاغذات اور
طرفین کی دستاویزات دیکھی ہماری تجویز مین مدعی کی دستاویزات
اسپر خود مدعا علیہ کے حقیقی بہائی کی دستخط ہی اور گانون کا پٹواری
بہی اسکی تصدیق کرتا ہی صحیح اور دعوی اسکا سچا معلوم ہوا او
مدعا علیہ نے سوائے دو چار چہٹیونکے کہ اسپر مدعی کی دستخط نہین
نہ خط اسکا ان چہٹیون کے خط سے ملتا ہی اور کوئی دستاویز یا
دلیل کہ اسکے روسے بیان اسکا درست معلوم ہو پیش نہین کیا
اس صورت مین ہم ثالثونکے اتفاق سے یہہ تجویز قرار پائی کہ مدعی
کا دعوی بابت منافع مالگذاری کی مدعا علیہ پر واجب ہی اسواسطے
یہہ فیصلنامہ موافق حکم حضور کے لکہہ کر ارسال کیا جاتا ہے آیندہ

جو حضور کی رائے ہو فقط واضح ہو کہ کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے عدالت سے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنے قضیہ کو تصفیہ کیواسطے ثالثونپر سپرد کرتے ہین تو اُسکے فیصلنامہ مین کسی حاکم کے حضور مین فیصلہ بہیجنے کا ذکر نہین ہوتا ہے فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اسطرح حکم دے کہ بعد میرے اس کام کو یون کیجیو یا اس مال کو یون دیجیو تو اُسکو وصیت کہتے اور جو اُسکا کاغذ لکہا جائے تو اُسکو وصیت نامہ کہتے ہین ❊ **مثال اُسکی** جو ظاہر ہے کہ حیات مستعار کو کچھہ اعتبار نہین ہے اور ہر عاقل کو دوربینی اور عاقبت اندیشی سے پختگی اُن مطالب کی جسکا سرانجام پذیر ہونا بعد اپنی فوت کے دنیا اور آخرت کی مصالح کے لئے منظور ہو ❊ اُسی حال مین واجبات سے ہے جب تک زبان اور قلم اُسکے اختیار مین ہے اسواسطے بندۂ ضعیف علی محمد خان ولد فرزند علی خان ساکن محلہ کٹرہ ارادت خان من محلات شہر فیروزآباد اپنے ہوش اور ہواس مین رضا اور رغبت سے بدون زور اور زبردستی کرنے کسی شخص کے یہہ وصیت کرتا ہے کہ منجملہ دیہات معافی اور مالگذاری

مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طولی اراضی معافی واقع سواد ہ
موضع فرخ نگر متعلقہ پرگنہ رسول آباد جمع ایک سو نوے روپے
سالانہ کو مین نے واسطے اخراجات ضروری مسجد واقع محلہ ارادت
خان کی جو تعمیر کی ہوئی راقم کی ہے اور جسکی اخراجات کی کفالت
میری زندگی تک مجھسے تعلق رکھتی ہے مقرر کیا بعد میرے محاصل
اراضی مذکور کا شیخ قادر بخش کے اہتمام سے جو میری جانب سے
متولی مسجد مذکور کے مقرر ہین اور میرے معتمد الیہ ہین مسجد مذکور
کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اسمین میرے وارثون کو
کسی طرح کے تعرض کا اختیار نہین ہے میرے وارثونکو لازم ہوگا
کہ محاصل چک مذکور اور بر وقت معین کے وصول کرکے متولی مذکور
یا بعد اسکے جو متولی کہ برضامندی میرے ورثا کے مقرر ہوگا
پہنچا دیا کرین اور اگر اسباب مین انکی جانب سے کچھہ اغماض اور
انحراف ہو تو متولی یا نمازیونکی نالش پر حاکم وقت کی طرف سے
اعانت حاکمانہ اسمین لازم ہوگی اور اسصورت مین متولی کی
تقرر مین اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورت مین
حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کے دس روپے
مشاہرہ حق متولی کا ہوگا اور مابقی ضروریات مسجد کی صرف مین

آئیگا اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ کے لکھے گئے اور نقل اُسکی بہی رجسٹری مین داخل کراکے حوالے مُتولی حال مسجد کے کی گئی کہ عند الحاجت کام آوے المرقوم

تقسیم نامہ

اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لین اور کاغذ اُسکا لکہا جائے تو اُسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین

مثال اُسکی ہم کہ سید دلدار حُسین اور سید مظفر حُسین دونون بیٹے سید اشرف حُسین زمیندار ان اور ساکنان موضع اشرف نگر پرگنہ سکندرا ضلع مظفر نگر کے ہین جو مواضع ریوتی اور گہرودہر پورا اور اشرف نگر اور شیر پورہ واقع پرگنہ مذکور معہ مکانات اور باغات وغیرہ جو ان مواضع مین واقع ہین ملکیت موروثی ہم دونون بہائیونکی ہے اور اب مصلحت وقت دیکہکر آپکی رضامندی سے یہہ بات قرار پائی کہ دیہات مذکور معہ مکانات اور باغات کی نصف نصف آپسمین تقسیم ہوجاوین اور آیندہ کو کوئی خرخشا و نزاع باقی نرہے اسواسطے کُل جائداد مذکورہ بعد مساوی کرنے اُسکی مالیت کے دو پر دو تفریق کی اسطرح پر تقسیم کی گئی کہ کل موضع ریوتی اور شہر پورہ معہ مکان اور باغ وغیرہ جو اسمین واقع ہی اور نصف موضع اشرف نگر جو مشتمل دو پردو تہوک ہی اور حد فاصل ان دونون تہوک مین

شرکت سرکاری واقع ھی تہوک پورب مجہہ دلدار حسین کے حصہ مین
اور موضع گہدوہرپور معہ مکان اور باغ وغیرہ جو اسمین واقع ھی اور
تہوک پچہم موضع اشرف نگر مجہہ مظفر حسین کے حصہ مین درآئی اور
حویلی مسکونہ قدم واقع اشرف نگر جو تہوک پچہم مین واقع ہے بلاتعرض
مجہہ دلدار حسین کی کہ مین بے سکونت اپنی موضع ریوتی مین اختیار کی مجہہ
مظفر حسین کے قبضہ مین رہی اور مطابق اس تقسیم کے کلکٹری مین سوال
دیکے نام ہرایک کا ہم مین سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کی جداگانہ خانہ
ملکیت مین داخل کرادیا جائے اور مالگذاری موضع اشرف نگر کی سرکار
مین یکجائے اداکیجائگی اور ایک ایک فرد اس تقسیم نامہ کی جو اوپر دو کاغذ
جداگانہ کے مرتب ہوکر ہم دونون کے پاس رہینگے اور ہم مین سے
کسیکو یا ہمارے وارثون کو خلاف شرائط مندرجہ اس تقسیم نامہ کی
اختیار تعرض کا ہمدیگر نہوگا اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق تقسیم نامہ
کے لکہدئے کہ حاجت کے وقت کام آوے المرقوم سنہ فلان
واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونہ مین صرف طرز تحریر دستاویزات
ضروری کا ظاہر کیا گیا ھی لیکن شرایط ہر قسم دستاویز کی اور
بیان انواع مطالب کا اسمین موقوف اوپر صورت معاملات
خاص کے ھی اور حصر اسکا ممکن نہین ھی مبتدیون کی تعلیم کیواسطے

اسقدر کافی هی که ان مثالونکو دیکهه کر هر قسم کی دستاویز مین هر طرح کا دستاویزان
مطلب لکهه سکتا هی کچهری کی کام کرنیوالونکو ان دستاویزونکی
تحریر سی واقفیت هونا بهت ضرور هی اور یهه بهی واضح هو که ان
دستاویزونکی مثالون سی یهه بات هرگز نه سمجهی جائی که کتاب جناب نواب
معلی القاب دام اقباله کی ارشاد کی موافق لکهی گئی تو یهه دستاویزات
بطور دستور العمل کی هونگی یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب
کی نهوگی تو صحیح متصور نهوگی سو ایسا نهین هی بلکه یهه مثالین صرف
واسطی دریافت کرنی طرز تحریر اردو کی لکهدی گئین

خاتمه

الحمد لله که اس فقیر خاکسار نی جو ایک دوست یکرنگ و یکتا سراپا لطف و
صفا گنجینه فضل اور کمال آئینه حسن و جمال صاحب علم و هنر جوهر فخر هر فرد
بشر سرآمد منشیان جادو نگار سرخیل سخنوران شیرین گفتار مخزن لیاقت
و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت دبیر بینظیر مشیر صاحب تدبیر کریم ابن کریم
محب محبوب شهید انسیم شیرازۀ کتاب رموز معانی گلدسته بهار سخن و سخندانی
بی عیب و بی ریا و بی لوث پاک دل و صاف طینت صفا طبیعت جناب
منشی غلام غوث صاحب زاد الله لطفهم کی توسط سی حاکم جلیل القدر
قدر افزای اهل هنر بحر ناپیدا کنار شوکت و شان گوهر بار همت و احسان

جوہر مراد آئینہ مقصود واسطہ پیوند و اتحاد عدل وجود صاحب سیف
و قلم عزت حیدر علم بحر کرم ابر ہمم آفتاب حشم ہمایون شیم فیاض عالم
وزیر اعظم دستور اکرم عالی مرتبت رفیع المنزلت ارسطو فطرت سکندر صولت
فریدون حشمت فلاطون حکمت جم جاہ خورشید کلاہ عرش پناہ کیوان
بارگاہ جناب نواب مستطاب ہنربل مس ماس صاحب
لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کی فرمایش اپنے ذمے لی تھی سو اُسکا
انجام بخوبی ہوگیا اور حق تعالیٰ ہمکو اور ہمارے دوست کو سرخرو فرمایا
ہرچند کہ یہہ نذر مختصر اُس سرکار والا اقتدار مین جیسے سلیمان کے تخت
کے سامنے ایک چیونٹی کا پر اور دریا کے مقابلہ مین ایک قطرہ سے
بہی کمتر ہی آفتاب کے روبرو مشعل جلانا ذرے کو چمکانا اور مہتاب
کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکہانا اور ختن مین مشک نافہ لیجانا اور
بہشت مین ایک پہول کی پنکہڑی کا پہنچانا ہی لیکن اس لحاظ سے کہ
سلیمان نے چیونٹی کی دعوت قبول فرمائی اور دریا نے قطرے کی آبرو
ٹہرائی آفتاب ذرے کو محروم نہین چہوڑتا اور ماہ کتان سے منہہ
نہین موڑتا ختن سے مشک کی ناموری اور بہشت سے پہول کی جاہ
گری ہی امیدوار ہون کہ یہہ نذر قبول اور کتاب کا ہدیہ مقبول ہو
چارون باب اُسکے اگر نظر عنایت سے دیکھے جائین گے تو غنا ہین

اُسکے ہر شش جہت مین خوشی کی نوبت بجائینگے چارون طرف اُسکے
دہوم ہو جائیگی اور قبولیت کی شہرت میری عزت فلاتہم بڑہائیگی اگرچہ
چار باب کی یہہ ایک کتاب ہی لیکن حقیقت مین ہر باب علیحدہ ایک
کتاب ہی یعنے چارون باب مین سے جس باب کی تعلیم منظور ہو تو
اُسی کتاب کا ایک باب اور سب باتون کا سکہانا منظور ہو تو سارے
کتاب پڑہا دی جائے اور بڑی فخر اور نازش کا مقام یہہ ہی کہ نواب
مستطاب معلی القاب دام اقبالہم کی حضور فیض گنجور سے جو یہہ
کتاب واسطے دریافت کرنے صحت اور سقیم اور حسن و قبح کے حاکم
معالی خصال قدردان اہل کمال معدن اخلاق و مروت مخزن اشفاق
و فتوت آسمان شان جلالت و برتری کو و شکوہ عدالت و سرور کیا
آبروئے ابر ہمت و سخا آئینہ آئین صفوت و صفا گوہر درج جود و بخشش
اختر برج دانش و بینش والا گوہر بلند اختر صاحب جوہر و ہنر پرور
جناب ولیم میور صاحب بہادر اسکو پر دام دولتہ کے پاس آئی تو
حاکم ممدوح نے قدردانی کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو
نظر عنایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی داد دیکر تحسین و آفرین
سے مصنف کا رتبہ بڑہایا خدا ایسے حاکم منصف اور قدردان کو سلامت
رکہے کہ اہل جوہر کی عزت بڑہاتے ہین اور شرفا کی پرورش فرماتے

میں بس اب کتاب کے خاتمہ دعائے خیر پر ختم کرتا ہوں الٰہی جب تک
آفتاب کے ہاتھ میں چتر اور علم آسمان میں خم ہے ممدوح عالیجاہ کے
اقبال کا خیمہ بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستان دولت نشان پر خم رہے

قطعہ — تمت بالخیر — تاریخ

قطعہ

سرسبز آج اپنا جو باغ امید ہے
دیکھا نہیں جہان میں کوئی باغ بیچ ان
تشبیہ اس کی عہد سے نزدیک عارفان
خرم ہیں اس چمن کے نہالان باغ میں
توڑے ہزار پھول جو گلچیں یہ باغ سے
کیسا ہی باغ جسکی صفت یہ بیان ہے
وہ فخر مولوی جہان شاعر زمان
سالک ہے اس کی طبع کی تاریخ و سال میں
غرہ رجب کا سنکے تو قابل ہو سن سے بیچ

تاریخ

دنیا گلو ملو عیش کی بلبل نوید ہے
عقبی میں ہو لیکن یہ قول شنیدنی
باغ جہان کو دیکھئے بعد بعید ہے
ہے سو زمین جنار پریشان بید ہے
پھر یا ہر کلی کو کھلی جا چیدہ ہے
دکھلائے کہ سامع کہن اور جدید ہے
مشہور جو غلام امام شہید ہے
سن ہجری یہ غیبی ندا کی رسید ہے
انشا بہار بیخزان اب جاوید ہے

الحمد للہ کہ یہ کتاب انشاء بہار بیخزان باہتمام اضعف عباد اللہ الکریم
قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب ساکن پلیندر کے بہ صحت تمام و دقت مالا کلام عمدۃ العلماء و الفضلاء
جناب مولوی نور الہدی صاحب ادام اللہ فیوضہ بنظر ثانی کاشف اسرار خفی و جلی مولوی عطا
علی صاحب کے بندر معمورہ بمبئی مطبع محمدی میں زیور طبع سے آراستہ کیا ماہ شہر غرہ رجب سنہ ۱۲۸۰ ہجریہ